بائبل کے اختلافی مسائل

مُصنّف:

ناشر: عوامی اِسلامک مشن،

اَحاطہ مسلم ہائی سکول ۲ کمرہ ۲۷ سول لائن لاہور

منجانب: احسان الٰہی کیمسٹ، چوک میو ہسپتال، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(۱)۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے زمین و آسمان اور کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا جس نے جسمانی نظام کے ساتھ رُوحانی نظام بھی اپنی وحی اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے قائم کیا اور ہزار ہا درود اور سلامتی ہو اس مقدس پیغمبر پر جس نے آکر دُنیا کو گمراہی اور تاریکی سے نکال کر اس پر رُوحانی آفتاب چمکایا ہم کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی جس پر سارے انبیاء اور علماء چلتے رہے جس پر چلنے والا بلا ریب خُدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور اس کو دائمی امن و سلامتی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲)۔ ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ آج کل زمانہ کس پُر آشوب دَور فتن سے گذر رہا ہے ہر طرف الحاد اور بے دینی کا پرچار ہے انسان اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا ہوا اپنی مرضی سے نئے نئے دین اور مذہب بناتا اور بگاڑتا ہے۔ یہ خود مختاری فقط اس لئے تھی کہ انسان جو عقل سلیم کا مالک

بے سمجھ سوچ کر دین حق کو اختیار کرے نہ اس لئے کہ اپنی مرضی سے خود ساختہ بنیادیں ایجاد کرے اور عقل سلیم کو چھوڑ کر ضد اور عناد و حسد اور بغض سے نئے نئے مسائل گھڑے۔ حالانکہ ان کی عقلیں اور دل تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب برحق کون سا ہے۔ لیکن پھر بھی نہیں مانتے۔

(۳) عیسائیت کا خود ساختہ مذہب جس کو دین اسلام نے نیست و نابود کر دیا تھا۔ سینکڑوں صلیبی جنگ میں شکست کھائیں۔ پھر مثل چنگاری کے ابھرنے لگا۔ اور اسلام کے مضبوط قلعہ سے ٹکر لینے کی بے فائدہ کوشش کرنے لگا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانے لگا۔

(۴) یہ تو سب کو معلوم ہے کہ کسی دین میں اسلام کے خلاف کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس مذہب کو اسلام کے ہوتے ہوئے حق اور کارآمد ثابت کرے۔ خود ساختہ تمام مذہب میں پرچار اور تبلیغ کا واحد طریقہ لالچ ہے۔ کہ وہ لالچ اور پیار محبت سے پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے تمام دلائل بوگس اور کمزور ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے آس پاس کے علاقوں میں عیسائیوں کی تبلیغ زور پکڑتی جارہی ہے اور کئی مسلمان مسیحیت کو بے سوچے سمجھے قبول کر رہے ہیں۔

(۵) اس لئے میں نے تہیہ کر لیا کہ اپنی تمام تر کوشش علم اور قوت گویائی عزت و دولت تبلیغ اسلام اور قطع باطل میں صرف کر کے مسیحیت کے ہتھکنڈوں

کو عوام کے آگے ظاہر کردوں۔

(۶) اسلامی مشن نے ۵ سال کے عرصہ میں ایک لاکھ کے قریب کتابیں شائع کر کے پاکستان و بیرونی ممالک میں مفت تقسیم کیں۔ اسی دوران پاکستان کے سینکڑوں پادریوں اور عیسائی حضرات سے کتابوں کا جواب طلب کیا مگر آج تک کسی میں جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ تمام دلائل حوالہ جات بائبل سے پُر ہیں۔

ہمارے اسلامی مشن ۷۔سنت نگر کے کنوینر سید اختر احسن صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ایسی کتاب تحریر کرو جو عیسائیوں کے لئے ہر طریقہ سے جامع و مانع ہو۔

اس ارادہ کو لے کر "کلام مقدس" یعنی عہدِ عتیق اور عہد جدید یعنی بائبل کے ۸۰ تضاد لکھ کر عوام کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

(۷) موجودہ مسیحی لوگ ایک طرف تو توحید پرستی کا دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف خدائے واحد کو قدیم تسلیم کرنے کی بجائے تین قدیم خدا تسلیم کرتے ہیں اور بائبل کو "کتاب مقدس" کا نام دیتے ہیں لیکن یہ حقیقت یہ ہے کہ بائبل میں جا بجا تضاد موجود ہے۔ اور تضاد کا الہام سے کیا واسطہ بائبل کی ریسرچ کے بعد میں نے یہ کتاب اس لئے تحریر کی ہے کہ بائبل کے ۸۰ متضاد بیانات پر عیسائی صاحبان [illegible] سے

کریں۔ مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ تمام ناظرین کرام اس کتاب کو
ترمی اور رواداری سے بائیبل کے مکمل حوالہ جات سے لکھی ہوئی پائیں گے۔
جو مسلمانوں کے لئے ذریعہ واقفیت بائیبل اور عیسائیوں کے لئے دعوت
تحقیق بائیبل ثابت ہوگی۔

مخفی نہیں کہ تضاد اس کی باتوں میں ہوتا ہے جو جھوٹا ہو یا جس کا حافظہ
کمزور ہو۔ الہام کرنے والا خدا بری صفات اور کمزوریوں سے پاک و منزہ
ہے۔ اس لئے اس کے الہام میں تضاد ممکن نہیں۔ پھر عیسائی لوگوں کو ٹھنڈے
دل سے غور کرنا چاہیئے کہ بائیبل کو الہامی کتاب کیونکر ثابت کیا جا سکتا ہے
جبکہ اس میں کم از کم ۶۰ جگہ تضاد موجود ہے۔ ہر ذی ہوش اور پڑھے
لکھے عیسائی کو بائیبل کے حسب ذیل متضاد بیانات پر غور کر کے فیصلہ
کرنا چاہیئے کہ بائیبل واقعی الہامی کتاب ہے یا غیر الہامی؟

خاکسار۔ مبلغ اسلام محمد امین
اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

اختلاف نمبر ۱ میکل بے اولاد رہی تھی یا نہیں ؟

بائیبل پرانا عہد نامہ، ۲۔سموئیل ب۶ فقرہ نمبر ۲۳ کا بیان یہ ہے۔

" سو ساؤل کی بیٹی میکل مرتے دم تک بے اولاد رہی۔"

لیکن اس کے بالکل خلاف، اسی ۲ سموئیل ب۲۱ فقرہ نمبر۸ میں یوں لکھا ہے۔

" اور ساؤل کی بیٹی میکل کے پانچوں بیٹوں کو جو برزلی محولاتی کے بیٹے عدری ایل سے ہوئے تھے لے کر ۰ ان کو جبعونیوں کے حوالہ کیا۔"

اختلاف صاف ظاہر ہے کہ میکل کے پانچ بیٹے بیان کئے گئے اور دوسری جگہ یہ لکھا کہ وہ مرتے دم تک بے اولاد رہی۔

اختلاف نمبر ۲ میکل داؤد کی بیوی تھی یا عدری ایل کی ؟

بائیبل پرانا عہد نامہ ۲ سموئیل ب۲۱ فقرہ نمبر ۸ کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ میکل عدری ایل کی بیوی تھی۔ لیکن اس کے خلاف ا سموئیل ب۱۸ فقرہ نمبر ۲۷ اور ب۱۹ فقرہ نمبر ۱۱ سے ثابت ہوتا ہے کہ میکل داؤد کی بیوی تھی اور ا۔سموئیل ب۱۸ فقرہ ۱۹ میں ہے کہ عدری ایل کی بیوی میرب تھی جو میکل کی بڑی بہن تھی۔

اختلاف نمبر ۳ عماسہ اسرائیلی تھا یا اسماعیلی ؟

بائیبل پرانا عہد نامہ ۲ سموئیل ب۱۷ فقرہ نمبر ۲۵ کا بیان یہ ہے:-

" عماسہ اترا اسرائیلی کا بیٹا تھا۔"

لیکن پرانا عہد نامہ ا۔ تواریخ ب۲ فقرہ نمبر ۱۷ میں یوں لکھا ہے

"عماسہ کا باپ اسماعیلی یتر تھا"

اختلاف ظاہر ہے کہ عماسہ کا باپ ایک جگہ اسرائیلی بیان کیا گیا اور دوسری جگہ اسماعیلی۔ علاوہ ازیں "اترا" اور "یتر" کا فرق بھی ظاہر ہے۔

اب بائبل پرانا عہد نامہ سے سموئیل، تواریخ، سلاطین، عزرا اور نحمیاہ کے چوبیس متضاد بیانات ملاحظہ فرمائیے:-

اختلاف ۴ ۲-سموئیل ۱۰ فقرہ ۱۸ میں ہے:-

"اور داؤد نے ارامیوں کے سات سو رتھوں کے آدمی اور چالیس ہزار سوار قتل کر ڈالے۔"

۱-تواریخ ۱۹ فقرہ ۱۸ میں ہے:-

"اور داؤد نے ارامیوں کے سات ہزار رتھوں کے سواروں اور چالیس ہزار پیادوں کو مارا۔"

کہیں سات سو اور کہیں سات ہزار، کہیں چالیس ہزار سوار اور کہیں پیادے! تضاد ظاہر ہے۔

اختلاف ۵ ۲-سموئیل ۲۴ فقرہ ۱۳ میں ہے:-

"سو جاد نے داؤد کے پاس جا کر اس کو یہ بتایا اور اس سے پوچھا کیا تیرے ملک میں سات برس قحط رہے یا تو تین مہینے تک اپنے دشمنوں سے بھاگتا پھرے۔"

۱-تواریخ ۲۱ فقرہ ۱۱-۱۲:-

"سو جاد نے داؤد کے پاس آکر اس سے کہا خداوند یوں فرماتا ہے کہ تو جسے چاہے اُسے چن لے ۔ یا تو قحط تین برس یا اپنے دشمنوں کے آگے تین مہینے تک ہلاک ہوتے رہنا۔"

اختلاف ظاہر ہے ۔ کہ ایک جگہ سات برس اور دوسری جگہ تین برس ۔

اختلاف ۲۷ | ۱۔ سلاطین پ ۷ ۲۶ میں ہے :۔

"اور اس کا کنارہ پیالہ کے کنارہ کی طرح گلِ سوسن کی مانند تھا اور اس میں دو ہزار بت کی سمائی تھی۔"

۲۔ تواریخ پ ۴ فقرہ ۵ یوں ہے :۔

"اور اس کا کنارہ پیالے کے کنارہ کی طرح اور سوسن کے پھولوں سے مشابہ تھا ۔ اس میں تین ہزار بت کی سمائی تھی۔"

اختلاف ظاہر ہے ۔ ایک جگہ دو ہزار بت اور دوسری جگہ تین ہزار بت بیان کیا ۔

اختلاف ۲۸ | ۱۔ سلاطین پ ۶ فقرہ ۲ میں ہے :۔

"اور جو گھر سلیمان بادشاہ نے خداوند کے لئے بنایا اُس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی بیس ہاتھ اور اُونچائی تیس ہاتھ تھی"

۲۔ تواریخ پ ۳ فقرہ ۴ میں ہے :۔

"اور اُونچائی ایک سو بیس ہاتھ تھی"

اختلاف ظاہر ہے کہ اوخیاثی کے متعلق دونوں بیانات میں ۹ سال کا فرق ہے۔

اختلاف نمبر ۸ ۲۔ سلاطین باب ۸ فقرہ نمبر ۲۶ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اخزیاہ بائیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔"

۲۔ تواریخ باب ۲۲ فقرہ نمبر ۲ میں ہے :۔

"اخزیاہ بیالیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔"

اختلاف ظاہر ہے کہ ۲۰ برس کا فرق ہے۔

اختلاف نمبر ۹ ۲۔ سلاطین باب ۲۴ فقرہ نمبر ۸ میں ہے :۔

"اور یہویاکین جب سلطنت کرنے لگا تو اٹھارہ برس کا تھا۔"

۲۔ تواریخ باب ۳۶ فقرہ نمبر ۹ میں ہے :۔

"یہویاکین آٹھ برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔"

دونوں بیانوں میں دس برس کا فرق ہے اختلاف نمایاں ہے۔

نوٹ: اسیرانِ بابل میں سے وطن واپس آنے والوں کی تعداد کے متعلق بائیبل میں حسب ذیل مختلف بیانات موجود ہیں۔

اختلاف نمبر ۱۰ عزرا باب ۲ فقرہ نمبر ۵ کے الفاظ یوں ہیں :۔

"بنی ارخ سات سو پچھتر" (۷۷۵)

نحمیاہ باب ۷ فقرہ ۱۰ میں ہے :۔

"بنی ارخ چھ سو باون" (۶۵۲)

تعداد میں ۱۲۷ کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۱ عزرا ۲ فقرہ ۶ میں ہے:۔

"بنی پخت موآب جو یشوع اور یوآب کی اولاد میں سے تھے دو ہزار آٹھ سو بارہ۔ (۲۸۱۲)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۱۱ میں ہے:۔

"بنی پخت موآب جو یشوع اور یوآب کی نسل میں سے تھے دو ہزار آٹھ سو اٹھارہ" (۲۸۱۸)

تعداد میں چھ کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۲ عزرا ۲ فقرہ ۸ میں ہے:۔

"بنی زتو نو سو پینتالیس"

نحمیاہ ۷ فقرہ ۱۳ میں یوں ہے:۔

"بنی زتو آٹھ سو پینتالیس" (۸۴۵)

تعداد میں ایک سو کا فرق موجود ہے۔

اختلاف ۱۳ عزرا ۲ فقرہ ۱۱ میں ہے:۔

"بنی بیّ چھ سو تئیس" (۶۲۳)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۱۶ میں ہے:۔

"بنی بیّ چھ سو اٹھائیس" (۶۲۸)

تعداد میں ۵ کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۴ عزرا باب ۲ فقرہ ۱۲ میں ہے:۔
"بنی عزجاد ایک ہزار دو سو بائیس" (۱۲۲۲)
نحمیاہ باب ۷ فقرہ ۱۷ میں ہے:۔
"بنی عزجاد دو ہزار تین سو بائیس" (۲۳۲۲)
دونوں بیانوں میں تین سو کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۵ عزرا باب ۲ فقرہ ۱۳ میں ہے:۔
"بنی ادونقام چھ سو چھیاسٹھ" (۶۶۶)
نحمیاہ باب ۷ فقرہ ۱۸ میں یوں ہے:۔
"بنی ادونقام چھ سو سڑسٹھ" (۶۶۷)
دونوں بیانوں میں ایک کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۶ عزرا باب ۲ فقرہ ۱۴ میں ہے:۔
"بنی بگوی دو ہزار چھپن" (۲۰۵۶)
نحمیاہ باب ۷ فقرہ ۱۹ میں یوں لکھا ہے:۔
"بنی بگوی دو ہزار سڑسٹھ" (۲۰۶۷)
دونوں عبارتوں میں ۱۱ کا فرق موجود ہے۔

اختلاف ۱۷ عزرا باب ۲ فقرہ ۱۵ میں ہے:۔

"بنی عدین چار سو چوّن" (۴۵۴)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۲۰ میں یوں لکھا ہے :-

"بنو عدین چھ سو پچپن" (۶۵۵)

دونوں بیانوں میں ۲۰۱ کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۸ | عزرا ۲ فقرہ ۱۷ میں ہے :-

"بنی بصی تین سو تئیس" (۳۲۳)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۲۳ میں ہے :-

"بنی بصی تین سو چوبیس" (۳۲۴)

ایک کا فرق ہے۔

اختلاف ۱۹ | عزرا ۲ فقرہ ۱۹ میں لکھا ہے :-

"بنی حاشوم دو سو تئیس" (۲۲۳)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۲۲ میں یوں ہے :-

"بنی حشوم تین سو اٹھائیس" (۳۲۸)

تعداد میں ۱۰۵ کا فرق ہونے کے علاوہ حاشوم اور حشوم کا فرق بھی ہے

اختلاف ۲۰ | عزرا ۲ فقرہ ۲۱ و ۲۲ میں ہے :-

"بنی بیت لحم ایک سو تئیس" (۱۲۳)

"اہل نطوفہ چھپّن" کل ۵۶ / ۱۷۹

نحمیاہ ب۷ فقرہ ۲۲ میں یوں ہے :-

"بیت لحم اور نطوفہ کے لوگ ایک سو اٹھاسی" (۱۸۸)

دونوں عبارتوں میں ۹ کا فرق ہے۔

اختلاف ۲۱ عزرا ب۲ فقرہ ۲۸ میں ہے :-

"بیت ایل اور عی کے لوگ دو سو تیئیس" (۲۲۳)

نحمیاہ ب۷ فقرہ ۳۲ میں یہ تعداد ہے :-

"بیت ایل اور عی کے لوگ ایک سو تیئیس" (۱۲۳)

ایک سو کا فرق ہے۔

اختلاف ۲۲ عزرا ب۲ فقرہ ۳۳ میں لکھا ہے :-

"لود اور حادید اور اونو کی اولاد سات سو پچیس" (۷۲۵)۔

نحمیاہ ب۷ فقرہ ۳۷ میں ہے :-

"لود اور حادید اور اونو کے لوگ سات سو اکیس" (۷۲۱)

۴ کا فرق ہے۔

اختلاف ۲۳ عزرا ب۲ فقرہ ۳۵ میں لکھا ہے :-

"سناآہ کے لوگ تین ہزار چھ سو تیس" (۳۶۳۰)

نحمیاہ ب۷ فقرہ ۳۸ میں مرقوم ہے :-

"بنی سناآہ تین ہزار نو سو تیس" (۳۹۳۰)

۱۴۰ کا فرق ہے۔

اختلاف ۲۴ عزرا ۲ فقرہ ۴۱ میں ہے :-

"گانے والوں میں سے بنی آسف ایک سو اٹھائیس" (۱۲۸)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۴۴ میں ہے :-

"اور گانے والے یعنی بنی آسف ایک سو اڑتالیس" (۱۴۸)

۲۰ کا فرق ہے۔

نوٹ : عیسائی غور کریں بائیبل کو الہامی کہنے سے خدا پر کمزوری حافظہ کا الزام آتا ہے۔ (معاذ اللہ)

اختلاف ۲۵ عزرا ۲ فقرہ ۶۰ میں ہے :-

"یعنی بنی دلایاہ۔ بنی طوبیاہ۔ بنی نقودا چھ سو باون" (۶۵۲)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۶۲ میں لکھا ہے :-

"بنی دلایاہ۔ بنی طوبیاہ۔ بنی نقودا چھ سو بیالیس" (۶۴۲)

دس کا فرق ہے

اختلاف ۲۶ عزرا ۲ فقرہ ۶۵ میں ہے :-

"اور ان کے ساتھ دو سو گانے اور گانے والیاں تھیں" (۲۰۰)

نحمیاہ ۷ فقرہ ۶۷ میں ہے :-

"اور ان کے ساتھ دو سو پینتالیس گانے والے اور گانے والیاں تھیں" (۲۴۵)

۵۴ کا فرق ظاہر ہے۔

اختلاف ۲۷ | عزرا کے مطابق کل تعداد ۲۹۸۱۸ ہوتی ہے لیکن خواہ مخواہ ۴۲۳۶۰ مرقوم ہے۔

نحمیاہ کے مطابق کل تعداد ۳۱۰۸۹ ہوتی ہے لیکن خواہ مخواہ ۴۲۳۶۰ لکھ دی گئی ہے۔

عزرا کے مطابق ۱۲۵۴۲ کا فرق ہے اور نحمیاہ کے مطابق ۱۱۲۷۱ کا فرق ہے۔

بائیبل کے یہ ستائیس اختلاف ہی اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بائیبل الہامی کتاب نہیں ہے۔ اگر ہمارے عیسائی بھائی پھر بھی بائیبل کے الہامی کتاب ہونے پر اصرار کریں تو ان کا مذہبی اور اخلاقی فرق ہے کہ وہ بائیبل کی مندرجہ بالا عبارات کو غیر متضاد ثابت کریں۔ بصورت دیگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ موجودہ مسیحیت میں تضاد ہی کا نام "الہام" ہے! آئیے میں بائیبل کے مزید متضاد بیانات پیش کرتا ہوں تاکہ بائیبل کے متعلق تحقیق و غور و فکر کا شوق رکھنے والے عیسائی صاحبان کی حتی الامکان خدمت کر سکوں اور میرے مسلمان بھائی بھی بائیبل کے متضاد بیانات سے پورے واقف ہو جائیں۔

اختلاف ۲۸ | انبیاء پاک تھے یا نہیں؟

بائیبل نیا عہد نامہ، انجیل لوقا ایک فقرہ بننے کے الفاظ یہ ہیں :—

"جیسا اُس نے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں"۔
انجیلِ لُوقا کے اس فقرہ میں نبیوں کو پاک تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس کے بالکل خلاف انجیلِ یوحنا باب فقرہ ۸ میں یوں لکھا ہے :۔

"پس یسوع نے اُن سے پھر کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں" (معاذ اللہ)

اختلاف ۲۹ | حضرت داؤدؑ کے متعلق

ایک طرف تو بائیبل حضرت داؤدؑ کو نبی اور خدا کی مرضی کا تابعدار اور خداوند کی پوری پیروی کرنے والا کہتی ہے اور دوسری طرف بائیبل ہی حضرت داؤدؑ پر (معاذ اللہ) زنا وغیرہ کے الزامات عائد کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو :۔

ثبوت داؤدؑ کا اعتراف | بائیبل، نیا عہد نامہ، "عبرانیوں کے نام خط" باب فقرہ ۳۲ پولس کے الفاظ ہیں :۔

"اب اور کیا کہوں؟ اتنی فرصت کہاں کہ جدعون اور برق اور سمسون اور افتاہ اور داؤدؑ اور سموئیل اور نبیوں کا احوال بیان کروں"۔ "عبرانیوں" کی اس عبارت میں پولس نے داؤدؑ کو نبی تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں بائیبل نیا عہد نامہ رسولوں کے اعمال باب فقرہ ۲۹ و ۳۰ میں پولس کے یہ الفاظ موجود ہیں :۔

"اے بھائیو! قوم کے بزرگ داؤدؑ کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مُوا اور دفن بھی ہوا اور اس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے"

پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کو تیرے تخت پر بٹھاؤں گا ۵ اُس نے پیشینگوئی کے طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا۔"

صاف ظاہر ہے پولس کے بیان میں بائیبل نے حضرت داؤدؑ کو نبی تسلیم کیا ہے۔

حضرت داؤدؑ کا حُسنِ عمل | بائیبل نیا عہد نامہ، اعمال ۱۳ فقرہ ۳۶ میں یُوں لکھا ہے :۔

"کیونکہ داؤدؑ تو اپنے وقت میں خدا کی مرضی کا تابعدار رہ کر سوگیا اور اپنے باپ سے جا ملا۔"

ثابت ہوا کہ حضرت داؤدؑ خدا کی مرضی کے تابعدار رہے۔ علاوہ ازیں پرانا عہد نامہ ا۔سلاطین باب ۱۱ فقرہ ۶ میں یوں لکھا ہے :۔

"اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پُوری پیروی نہ کی جیسی اُس کے باپ داؤدؑ نے کی تھی"

معلوم ہوا کہ حضرت داؤدؑ نے خدا کی پُوری اطاعت کی اور خدا کی مرضی کے ہمیشہ تابعدار رہے اور نبی تھے لیکن اس کے بالکل خلاف بائیبل پرانا عہد نامہ ۲۔سموئیل باب ۱۱ فقرہ ۲ تا ۵ میں حضرت داؤدؑ پر یُوں الزام تراشی کی گئی ہے۔

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور

وہ عورت نہایت خوبصورت تھی ۝ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اور یاہ کی بیوی ہے ۝ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔"

اور پھر ۲۔ سموئیل کے اسی باب ۱۱ میں فقرہ ۱۴ و ۱۵ کے الفاظ یوں ہیں :۔

"صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا۔ اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا۔ تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو۔"

ثابت ہوا کہ ایک طرف تو بائیبل، حضرت داؤدؑ کو خدا کی پوری پیروی کرنے والا، خدا کی مرضی کا تابعدار رہنے والا نبی تسلیم کرتی ہے اور دوسری طرف پاک نبی پر ایک شادی شدہ عورت سے زنا کرنے اور اس کے شوہر اوریاہ کو مروا ڈالنے کی سازش کا الزام عائد کرتی ہے (نعوذ باللہ من ذالک) پھر ایسی بائیبل کو کہ جو انبیاء کی توہین اور متضاد بیانات کا مجموعہ ہو "الہامی کتاب" کیونکر سمجھا جائے؟

اختلاف نمبر ۳ | حضرت سلیمانؑ کے متعلق

ایک طرف تو بائیبل سے حضرت سلیمانؑ کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ

بائیبل پرانا عہد نامہ ۱-سلاطین باب فقرہ ۱۱ کے الفاظ یہ ہیں :-

"اور خداوند کا کلام سلیمان پر نازل ہوا"

لیکن اس کے بالکل خلاف ۱-سلاطین باب۱۱ فقرہ ۴ تا ۵ میں حضرت سلیمانؑ پر (معاذ اللہ) شرک کا الزام عائد کر دیا گیا۔

"کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا کہ اس کے باپ داود کا دل تھا کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا۔"

قابل غور سوال اس مقام پر میرے عیسائی بھائیوں کو اس بات پر ضرور غور فرمانا چاہیئے۔ کہ کیا ایسا شخص بھی شرک کر سکتا ہے جس پر اللہ کا کلام نازل ہوتا ہو؟ اگر کہا جائے "ہاں" تو میں کہتا ہوں کہ پھر بائیبل لکھنے والوں اور بالخصوص مصنفین اناجیل اربعہ کے متعلق بھی امکان ہے کہ وہ غیر معبودوں کی طرف مائل ہو کر شرک آمیز عبارات لکھ جائیں! پھر بائیبل کی صحت کی کیا دلیل رہ جاتی ہے؟

"اور اگر یہ کہا جائے کہ "جن پر کلامِ الٰہی نازل ہو وہ شرک نہیں کر سکتے" تو میں کہتا ہوں کہ پھر حضرت سلیمانؑ پر غیر معبودوں کی پیروی کرنے کا الزام بائیبل نے غلط لگایا۔ پھر بائیبل کو "الہامی کتاب" کہنا کیونکر درست ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ بائیبل میں "زبور" اور "امثال" موجود ہیں انہیں عیسائی

لوگ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا کلام تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن جب حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان پر بائیبل ہی (معاذ اللہ) زنا، سازش قتل، بدی اور غیر معبودوں کی پیروی (یعنی شرک) وغیرہ کے الزامات عائد کرتی ہے تو بائیبل کے اجزاء "زبور" و "امثال" کا کیا اعتبار رہ گیا؟ اور جب بائیبل کے بعض اجزاء نامعتبر ٹھہرے تو بائیبل کی صحت و الہامیت کی کیا دلیل رہ گئی؟

تیسرا سوال اختلاف ۲ — میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بائیبل نے حضرت داؤد پر (معاذ اللہ) زنا کا الزام عائد کیا ہے۔ میں اپنے عیسائی بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ کسی کو زانی کا بیٹا کہنا اس کی تعریف نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی مذمت سمجھی جاتی ہے۔ پھر بائیبل پرانا عہدنامہ ۲۔سموئیل ب۱۱ فقرہ ۲ تا ۵ میں حضرت داؤدؑ کو (معاذ اللہ) زانی لکھنے کے بعد نیا عہدنامہ انجیل متی ب۱ فقرہ ۱ میں "یسوع مسیح ابنِ داؤدؑ" لکھنا حضرت عیسٰیؑ کی مذمت ہے یا نہیں؟ پھر ایسی بائیبل کو کہ جو عیسٰیؑ کی مذمت کرے "الہامی کتاب" کیونکر تسلیم کیا جائے؟ یا حضرت داؤد پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے تو بائیبل کو سچی کتاب کیونکر مانا جائے؟ اور الہامی کیسے سمجھا جائے؟

اختلاف ۳۱ | راستباز ٹھہرنے کے لئے ایمان ہی کافی ہے یا اعمال بھی ضروری ہیں؟

بائیبل نیا عہدنامہ رومیوں ب۳ فقرہ ۲۸ میں پولس کے الفاظ یہ ہیں:۔

چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان

کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے"o

بائیبل میں پولس کے اس بیان کی رُو سے اعمال کے بغیر ایمان راستباز ٹھہرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن اس کے بالکل خلاف بائیبل نیا عہد نامہ یعقوب کا عام خط ۲ فقرہ ۲۰ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"مگر اے نکمّے آدمی! کیا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے؟"o

پھر اسی یعقوب کا عام خط ۲ فقرہ ۲۴ میں یوں لکھا ہے:۔

"پس تم نے دیکھ لیا کہ انسان صرف ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے۔"

بائیبل کا یہ تضاد نمایاں ہے۔ اسی سلسلہ میں کتاب "بائیبل کا الہام" مصنّفہ پیٹرسن سائتھ صفحہ ۸۲ سطر ۱ تا ۴ ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے کہ:

"لوتھر بائیبل کے صحیفوں پر اپنی ہی تمیز کے مطابق حکم لگاتا ہے۔ چنانچہ وہ مقدّس یعقوب کے خط کے حق میں کہتا تھا کہ وہ تو "کوڑا یا بھوسہ" ہے کیونکہ یہ خط اس کے اس خیال سے کہ آدمی فقط ایمان کے ذریعہ سے راستباز ٹھہرتا ہے اختلاف کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔"

مقامِ غور ہے کہ عیسائیوں کے بزرگ لوتھر ہی نے بائیبل کے ایک حصّہ کو "کوڑا یا بھوسہ" قرار دیا۔ پھر ایسی بائیبل کو "الہامی" کیونکر مانا جائے؟

اختلاف نمبر ۳۲ | خدا کے متعلق

ایک طرف تو بائیبل توحید کا اقرار کرتی ہے اور دوسری طرف اس کی مخالفت بھی کرتی ہے۔ ثبوت کے لئے بائیبل کے دونوں رُخ حسب ذیل ہیں:

پہلا رُخ | اعترافِ توحید:۔

۱۔ پُرانا عہد نامہ یسعیاہ ب۴۴ فقرہ ۶ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اس کا فدیہ دینے والا رب الافواج یُوں فرماتا ہے کہ میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔"

۲۔ پُرانا عہد نامہ یسعیاہ ب۴۴ فقرہ ۲۴ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"خداوند تیرا فدیہ دینے والا جس نے رحم ہی سے تجھے بنایا یُوں فرماتا ہے کہ میں خداوند سب کا خالق ہوں۔ میں ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور زمین کو بچھانے والا ہوں کون میرا شریک ہے؟"

۳۔ پرانا عہد نامہ یسعیاہ ب۴۵ فقرہ ۵ میں یوں مرقوم ہے:۔

"مَیں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔"

۴۔ پرانا عہد نامہ یسعیاہ ب۴۵ فقرہ ۶-۷ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"تاکہ مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں۔ میں ہی خداوند ہوں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ میں ہی روشنی کا موجد اور تاریکی کا خالق ہوں۔ میں سلامتی کا بانی اور بلا کو پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی خداوند ہوں اور میرے سوا اور کوئی نہیں۔"

۵۔ یسعیاہ ۴۵ فقرہ ۱۸ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"کیونکہ خداوند جس نے آسمان پیدا کئے وہی خدا ہے۔ اسی نے زمین بنائی اور تیار کی اسی نے اُسے قائم کیا۔ اس نے اُسے عبث پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو آبادی کے لئے آراستہ کیا وہ یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند ہوں اور میرے سوا اور کوئی نہیں ہ"

۶۔ یسعیاہ ۴۵ فقرہ ۲۱ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"سو میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں ہ"

۷۔ یسعیاہ ۴۶ فقرہ ۸، ۹ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اے گنہگارو! اس کو یاد رکھو اور مرد بنو۔ اس پر پھر سوچو ہ پہلی باتوں کو جو قدیم سے ہیں یاد کرو کہ میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔"

۸۔ یسعیاہ ۴۳ فقرہ ۱۰ اور ۱۱ میں یہ الفاظ ہیں :۔

"تم جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں وہی ہوں مجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہوا اور میرے بعد بھی کوئی نہ ہوگا ہ"

۹۔ پرانا عہد نامہ ۱۔ سلاطین ۸ فقرہ ۶۰ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"جس سے زمین کی سب قومیں جان لیں کہ خداوند ہی خدا ہے اور اس

کے سوا اور کوئی نہیں ۵"

۱۰۔ پرانا عہدنامہ استثناء ب۴ فقرہ ۳۹ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"پس آج کے دن تو جان لے اور اس بات کو اپنے دل میں جما لے کہ اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خداوند ہی خدا ہے اور کوئی دوسرا نہیں۔"

۱۱۔ پرانا عہدنامہ استثناء ب۶ فقرہ ۴ یوں ہے:۔

"سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے۔"

۱۲۔ پرانا عہدنامہ اسموئیل ب۲ فقرہ ۲ میں یوں لکھا ہے:۔

"خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں"

۱۳۔ پرانا عہدنامہ ۲سموئیل ب۲۲ فقرہ ۳۲ کی عبارت یوں ہے:۔

"کیا ایک ہی خدا کے سوا اور کوئی خدا ہے"

۱۴۔ پرانا عہدنامہ ملاکی ب۲ فقرہ ۱۰ کے الفاظ یوں ہیں:۔

"کیا ایک ہی خدا نے ہم سب کو پیدا نہیں کیا؟"

۱۵۔ پرانا عہدنامہ، خروج باب ۲۰ فقرہ ۲۲ و ۲۳ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو بنی اسرائیل سے یہ کہنا کہ تم نے خود دیکھا کہ میں نے آسمان پر سے تمہارے ساتھ باتیں کیں ۵ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔"

۱۶۔ پرانا عہدنامہ، یرمیاہ ب۱۰ فقرہ ۶ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اے خداوند! تیرا کوئی نظیر نہیں۔ تو عظیم ہے اور قدرت کے سبب تیرا نام بزرگ ہے"۔

۱۷۔ یرمیاہ باب فقرہ میں لکھا ہے :۔

"تیرا ہمتا کوئی نہیں"

۱۸۔ نیا عہد نامہ انجیل مرقس باب ۱۲ فقرہ ۲۸ و ۲۹ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اور فقیہوں میں سے ایک نے ان کو بحث کرتے سن کر جان لیا کہ اس نے ان کو خوب جواب دیا ہے وہ پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اوّل کون سا ہے؟ یسوع مسیح نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے"۔

۱۹۔ نیا عہد نامہ یوحنّا باب فقرہ ۴۴ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"تم جو ایک دوسرے سے عزّت چاہتے ہو اور وہ عزّت جو خدائی احد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو؟"

۲۰۔ نیا عہد نامہ یوحنّا باب فقرہ ۳ کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائی واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔"

بائیبل کی مندرجہ بالا بینؔ عبارتوں سے ثابت ہوا خدائی واحد اور برحق کا کوئی شریک و نظیر نہیں۔ وہی اکیلا خدا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا

خدا نہیں ۔ اور یسوع مسیح خدا نہیں بلکہ خدا کے بھیجے ہوئے (یعنی رسول) ہیں

دوسرا رُخ بائیبل کا یہ ہے کہ وہ حضرت عیسٰی کو خدا کہتی ہے ۔ جیسا کہ بائیبل میں "رومیوں کے نام پولُس رسول کا خط" ب ۹ فقرہ ۴ و ۵ کی عبارت یوں ہے :-

"وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے ان ہی کے ہیں ۞ اور قوم کے بزرگ اُن ہی کے ہیں اور جسم کے رُو سے مسیح بھی اُن ہی میں سے ہوا جو سب کے اُوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے ۔ آمین ۞"

(نعوذ باللہ من ذالک) ایک طرف تو بائیبل حضرت عیسٰی کو خدا کہتی ہے لیکن دوسری طرف ان کو خود ہی خدا کا خادم تسلیم کرتی ہے ۔ جیسا کہ بائیبل نیا عہد نامہ "اعمال" ب ۳ فقرہ ۱۳ میں پولُس ہی کے الفاظ یُوں ہیں :-

"ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسُوع کو جلال دیا ۔"

اور "اعمال" ب ۴ فقرہ ۳۰ کے الفاظ یوں ہیں :-

"اور تو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا اور تیرے پاک خادم یسوع کے نام سے معجزے اور عجیب کام ظہور میں آئیں ۔" (مزید دیکھئے متی کی انجیل

(باب فقرہ نمبر ۱)

بائبل کے یہ متضاد بیانات ثابت کرتے ہیں کہ بائبل الہامی کتاب نہیں ہے بھلا خدا کے بھیجے ہوئے خادم یسوع مسیح کو خدا کہنا کیونکر درست ہے؟ کیا عیسائی بھیجنے والے اور بھیجے ہوئے کا فرق نہیں جانتے؟ کیا مالک اور خادم کا فرق بھی نہیں سمجھ سکتے؟

ازالۂ شبہ شاید کوئی عیسائی صاحب یہ شبہ کریں کہ مسیحیت میں حضرت عیسٰیؑ کو خدا نہیں مانا جاتا۔ اس لئے وضاحت کی جاتی ہے کہ "ذمیوں" کی عبارت سے تو پہلے ثبوت پیش کر دیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب میں حضرت عیسٰیؑ کو خدا تسلیم کیا جاتا ہے۔ مزید ثبوت حسب ذیل ہے:۔

بائبل نیا عہدنامہ انجیل یوحنا باب فقرہ ۱ کے الفاظ یوں ہیں:۔

"ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔"

اُردو ترجمہ "HOW GOD INSPIRED THE BIBLE" مصنفہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سائتھ ڈی۔ ڈی شائع کردہ پنجاب ریجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور (بار دوم ۱۹۵۲ء) کے صفحہ ۱۲۸ کی سطر ۳ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اور کلام خود مسیح ہے"

اس طرح کلام کو خدا اور مسیح کو کلام کہہ کر مسیح کو خدا کہا گیا ہے۔ پھر کتاب "بائبل کا الہام" صفحہ ۳۵ سطر ۱۶ میں یوں لکھا ہے:

"اسی لئے اُس شخص کے لئے جو یقین کرتا ہے کہ یسوع مسیح خدا ہے بائبل کا الہٰی الاصل ہونا ہمیشہ کے لئے سلامت ہے۔"

عیسائیوں کے اعتقادات کی بنیاد اصل میں متضاد بیانات سے پُر کتاب بائبل پر ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موجودہ مسیحیت میں تضاد ہی کو الہام سمجھا جاتا ہے۔

اختلاف ۳۳ | صلیب اُٹھانے والا کون تھا؟

بائبل نیا عہد نامہ، انجیل یوحنا باب ۱۹ فقرہ ۱۷ کے الفاظ یوں ہیں:

"پس وہ یسوع کو لے گئے اور وہ اپنی صلیب آپ اُٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔"

انجیل یوحنا کے مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے خود اپنی صلیب اُٹھائی لیکن اس کے بالکل خلاف انجیل لوقا باب ۲۳ ، ۲۶، انجیل مرقس باب ۱۵ - ۲۱ اور انجیل متی باب ۲۷ ، ۳۲ میں لکھا ہے کہ صلیب شمعون کرینی نے اٹھائی تھی۔

اختلاف ۳۴ | یہوداہ کی موت کس طرح ہوئی؟ کھیت کس نے خریدا؟

بائبل نیا عہد نامہ انجیل متی باب ۲۷ فقرہ ۵ تا ۸ میں یہوداہ سکریوتی کے متعلق یوں مرقوم ہے:۔

" اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ سردار کاہنوں نے روپے لے کر کہا ان کو ہیکل کے

کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں کیونکہ یہ خون کی قیمت ہے ۵ پس انہوں نے مشورہ کر کے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا ۵

انجیل متی کی اس عبارت کی رُو سے یہودا کی موت یوں ہوئی کہ اُس نے اپنے آپ کو پھانسی دی ۵ کھیت سردار کاہنوں نے خریدا تھا یہوداہ نے ہرگز حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے بالکل الٹ نیا عہد نامہ "رسولوں کے اعمال" باب فقرہ ۱۸ میں یہوداہ کے متعلق یوں لکھا ہے :-

" اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی سب انتڑیاں نکل پڑیں ،،

صاف ظاہر ہے کہ انجیل متی کی رُو سے یہوداہ نے روپے پھینکنے کے بعد اپنے آپ کو پھانسی دی۔ اس طرح یقیناً کھیت کا اسے علم تک نہ تھا لیکن "رسولوں کے اعمال" کی عبارت یہ ظاہر کرتی ہے کہ کھیت یہوداہ ہی نے حاصل کیا۔ علاوہ ازیں انجیل متی کے بالکل خلاف "رسولوں کے اعمال" کی عبارت ظاہر کرتی ہے کہ یہوداہ کی موت سر کے بل گرنے کی وجہ سے ہوئی۔

اختلاف ۳۵ صوبہ دار خود آیا تھا یا بزرگوں کو بھیجا تھا؟

بائیبل نیا عہد نامہ انجیلِ متی باب فقرہ ۵ کے الفاظ یوں ہیں :-

" اور جب وہ کفر نحوم میں داخل ہوا تو ایک صوبہ دار اس کے پاس آیا

اور اس کی منت کر کے کہا اے خداوند میرا خادم فالج کا مارا گھر میں پڑا اور نہایت تکلیف میں ہے۔"

لیکن انجیل لوقا باب فقرہ ۱ تا ۳ میں اس کے بالکل خلاف یوں لکھا ہے:۔

"جب وہ لوگوں کو اپنی سب باتیں سنا چکا تو کفر نحوم میں آیا اور کسی صوبہ دار کا نوکر جو اس کو عزیز تھا بیماری سے مرنے کو تھا اس نے یسوع کی خبر سن کر یہودیوں کے کئی بزرگوں کو اس کے پاس بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ آکر میرے نوکر کو اچھا کرو۔"

انجیل لوقا کی مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ صوبہ دار خود نہیں آیا تھا بلکہ یہودی بزرگوں کو بھیجا تھا یہ بات انجیل متی کی مذکورہ عبارات کے بالکل خلاف ہے

اختلاف ۳۶ سردار کی لڑکی مرنے کو تھی یا مر چکی تھی؟

بائیبل نیا عہد نامہ انجیل متی ۹ فقرہ ۱۸ کی عبارت ہے:

"وہ ان سے یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک سردار نے آکر اسے سجدہ کیا اور کہا میری بیٹی ابھی مری ہے لیکن تو چل کر اپنا ہاتھ اس پر رکھ تو وہ زندہ ہو جائے گی۔"

انجیل متی کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سردار کی بیٹی مر گئی تھی اور سردار نے اسے زندہ کرنے کی درخواست کی تھی لیکن اس کے بالکل خلاف انجیل مرقس باب ۵ فقرہ ۲۲-۲۳ کے الفاظ یہ ہیں:۔

اور عبادت خانہ کے سرداروں میں سے ایک شخص یائیر نام آیا اور اسے دیکھ کر اس کے قدموں پر گرا اور یہ کہکر اس کی بہت منت کی کہ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے تو آکر اپنے ہاتھ اس پر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے۔"

انجیل مرقس کی رُو سے لڑکی اس وقت زندہ تھی یہ بات انجیل متی کے بالکل خلاف ہے علاوہ ازیں انجیل متی کی رُو سے سردار نے سجدہ کیا لیکن انجیل مرقس کی رُو سے صرف قدموں پر گرا تھا۔ سجدہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔

اختلاف ۳۷ | وہ لڑکی اکلوتی تھی یا چھوٹی؟

انجیل مرقس ۵ فقرہ ۲۲ و ۲۳ کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی بیٹی تھی یعنی سردار کی کوئی بڑی بیٹی بھی تھی۔ لیکن اس کے سراسر خلاف انجیل لوقا ۸ فقرہ ۴۲ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"کیونکہ اس کی اکلوتی بیٹی جو قریباً بارہ برس کی تھی مرنے کو تھی۔"

صاف ظاہر ہے انجیل لوقا کا بیان "اکلوتی بیٹی" انجیل مرقس کے بیان "چھوٹی بیٹی" کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں انجیل لوقا کی رُو سے لڑکی مری نہیں تھی لیکن انجیل متی ۹ فقرہ ۱۸ کی رُو سے مر چکی تھی۔

اختلاف ۳۸ | یُوسف کا باپ یعقوب تھا یا عیلی؟

بائبل نیا عہد نامہ انجیل متی ۱ فقرہ ۱۶ میں شجرہ میں یُوسف کے باپ کا نام یعقوب لکھا ہے لیکن اس کے خلاف انجیل لوقا ۳ فقرہ ۲۳ میں یوسف

کے باپ کا نام عیلی تحریر کیا ہے۔

اختلاف ۳۹ | یوسف سلیمانؑ کی اولاد میں سے تھا یا ناتن کی؟

بائبل نیا عہد نامہ، انجیل متی باب ۱ فقرہ ۶ میں یوسف کا شجرہ سلیمانؑ سے ملایا گیا ہے لیکن اس کے بالکل خلاف انجیل لوقا باب ۳ فقرہ ۳۱ میں یوسف کا شجرہ ناتن سے ملایا ہے۔

اختلاف ۴۰ | یوسف سے داؤدؑ تک کتنی پشتیں ہیں؟

بائبل نیا عہد نامہ انجیل متی کے شجرہ کے مطابق یوسف سے داؤدؑ تک صرف ۲۷ پشتیں ہوتی ہیں۔ بلکہ انجیل لوقا کے شجرہ کے مطابق ۴۲ پشتیں ہیں۔ ۱۵ پشتوں کا واضح طور سے فرق موجود ہے۔ انجیل متی باب ۱ فقرہ ۶ تا ۱۶ اور انجیل لوقا باب ۳ فقرہ ۲۳ تا ۳۱ کے دونوں شجرے ملاحظہ فرمایئے اور نام گن کر دیکھ لیجئے۔

اختلاف ۴۱ | خدا کو کسی نے دیکھا یا نہیں؟

بائبل نیا عہد نامہ انجیل یوحنا باب ۱ فقرہ ۱۸ میں یوں لکھا ہے:-

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔"

اور بائبل نیا عہد نامہ "یوحنا کا پہلا عام خط" باب ۴ فقرہ ۱۲ کے الفاظ یوں ہیں:-

"خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔"

لیکن "انجیل یوحنا" اور "یوحنا کا پہلا عام خط" کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کے بالکل خلاف بائبل پرانا عہد نامہ "پیدائش" باب ۳۲ فقرہ ۳۰ میں یوں لکھا ہے:-

"اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا میں نے خدا کو رُوبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی"

مزید دیکھئے پرانا عہد نامہ پیدائش باب ۳۵ فقرہ ۹ کے الفاظ یہ ہیں:-

"اور یعقوب کے فدان ارام سے آنے کے بعد خدا اُسے پھر دکھائی دیا اور اسے برکت بخشی ۰"

علاوہ ازیں پرانا عہد نامہ پیدائش باب ۱۷ فقرہ ۱ میں یوں لکھا ہے:-

"جب ابرام ننانوے برس کا ہوا تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدای قادر ہوں"

مندرجہ بالا عبارتوں کا اختلاف ظاہر ہے۔

اختلاف ۲۴ | یوحنا ہی ایلیاہ ہے یا نہیں؟

بائبل، نیا عہد نامہ، انجیل یوحنا باب ۱ فقرہ ۱۹ تا ۲۱ کے الفاظ یہ ہیں:-

"اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ ۰ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں ۰ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔"

انجیل یوحنا کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یوحنا ایلیاہ نہیں لیکن انجیل متی باب ۱۱ فقرہ ۱۲ و ۱۳ میں یوں لکھا ہے :-

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اُن کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے اُن سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے۔"

انجیل یوحنا کی اس عبارت کی رُو سے یوحنا ہی ایلیاہ تھے۔ شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ یوحنا کو ایلیاہ نہیں بلکہ ابن آدم کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل متی، باب ۱۷ فقرہ ۲۲ و ۲۳ میں یوں مرقوم ہے :-

"اور جب وہ گلیل میں ٹھہرے ہوئے تھے یسوع نے اُن سے کہا ابنِ آدم آدمیوں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اسے قتل کریں گے اور تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔ اس پر وہ بہت غمگین ہوئے۔"

یہ بات ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق قتل ہو کر تیسرے دن زندہ ہونے والا ابنِ آدم یسوع مسیح ہے۔ تو اگر عیسائی صاحبان اصرار کریں کہ مسیح نے یوحنا کو ابنِ آدم کہا تھا تو انہیں مسیح کے تیسرے دن زندہ ہونے کا عقیدہ چھوڑنا پڑے گا اور یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قتل ہو کر تیسرے دن زندہ ہو جانا یوحنا کے متعلق بیان ہوا ہے لیکن عیسائی صاحبان اس پہ یاد نہ بول گئے

لہٰذا انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ از رُوئے انجیل متی مسیحؑ نے یوحنّا کو "ایلیاہ" کہا۔
اگر کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ یسوعؑ نے تو یوحنّا کو ایلیاہ نہیں کہا تھا۔ شاگردوں نے غلط سمجھ لیا۔ تو میں یہ سوال کروں گا کہ غلط سمجھنے والے شاگردوں کی تحریر کردہ انجیلوں کی صحت کا یقین کیونکر ہو گا؟

تاہم اختلاف کو بالکل واضح کرنے کے لئے انجیل متی ب ۱۱ فقرہ ۱۳ و ۱۴ سے مسیحؑ سے منسوب الفاظ پیش کئے جاتے ہیں:۔

"کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنّا تک نبوّت کی ہے اور چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے"۔

اب کسی شک و شبہ کی گنجائش اس امر میں باقی نہیں رہی کہ انجیل متی کی رُو سے یوحنّا ہی ایلیاہ تھے لیکن انجیل یوحنّا کے مطابق یوحنّا ایلیاہ نہیں اختلاف واضح ہو گیا۔

اختلاف نمبر ۴۳ یوحنّا مسیحؑ کو پہچانتے تھے یا نہیں؟

بائیبل، نیا عہدنامہ، انجیل، ب ۳ فقرہ ۱۳ تا ۱۵ کے الفاظ یوں ہیں:۔

"اس وقت یسوعؑ گلیل سے یردن کے کنارے یوحنّا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا ہو۔ مگر یوحنّا یہ کہکر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے؟ یسوعؑ نے جواب میں اس سے کہا۔ اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اسی طرح راستبازی پوری کرنا مناسب ہے

اس پر اس نے ہونے دیا۔"

اور انجیل یوحنا باب فقرہ ۲۹ و ۳۰ کے الفاظ یوحنا ہی کے متعلق یوں ہیں:

"دوسرے دن اس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھکر کہا دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے ٥ یہ وہی ہے جس کی بابت میں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدم ٹھہرا ہے کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا ٥"

انجیل متی اور انجیل یوحنا کی مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ یوحنا یسوع مسیح کو پہچانتے تھے کہ آنے والا یہی ہے لیکن انجیل متی باب فقرہ ۲ تا ۳ کے الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ یوحنا مسیح کو نہیں پہچانتے تھے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

"اور یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سن کر اپنے شاگردوں کی معرفت اس سے پچھوا بھیجا ٥ کہ آنیوالا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟ ٥"

اب شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ قید خانہ میں پچھوا بھیجنے والا، یوحنا بپتسمہ دینے والا نہیں تھا کوئی اور یوحنا تھا۔ لہذا اس شبہ کو زائل کرنے کے لئے انجیل لوقا باب فقرہ ۱۹ و ۲۰ کی عبارت پیش کی جاتی ہے:۔

"اس پر یوحنا نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بلاکر خداوند کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں ٥ انہوں نے اس کے پاس آکر کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ہمیں تیرے پاس یہ پوچھنے کو

بھیجا ہے کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟"

ثابت ہوا کہ انجیل متی ب ۳ فقرہ ۱۳ تا ۱۵ اور انجیل یوحنا ب ۱ فقرہ ۲۹ و ۳۰ کی رو سے یوحنا بپتسمہ دینے والے یسوع مسیح کو پہچانتے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ "آنے والا" یہی ہے لیکن انجیل متی ب ۱۱ فقرہ ۲ تا ۴ اور انجیل لوقا ب ۷ فقرہ ۱۹ و ۲۰ کی رو سے نہیں پہچانتے تھے اسی لئے پوچھنے کی ضرورت محسوس کی۔ بائیبل کا یہ اختلاف ظاہر ہے۔

اختلاف ۴۴ | محصول چوکی پر متی تھا یا لاوی؟

بائیبل نیا عہد نامہ انجیل متی ب ۹ فقرہ ۹ میں یوں لکھا ہے :۔

"یسوع نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہو لے۔ وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا۔"

انجیل متی کی عبارت میں محصول چوکی والے شخص کا نام متی مرقوم ہے لیکن اس کے بالکل خلاف انجیل لوقا ب ۵ فقرہ ۲۷ میں اس کا نام لاوی لکھا ہے عبارت انجیل لوقا یہ ہے :۔

ان باتوں کے بعد وہ باہر گیا اور لاوی نام ایک محصول لینے والے کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہو لے۔"

اختلاف ظاہر ہے۔

اختلاف ۴۵ | جب یوحنا بپتسمہ دینے والے آئے ہیرودیس مر چکا تھا یا نہیں؟

بائیبل نیا عہدنامہ انجیل مرقس باب ۶ فقرہ ۲۲ تا ۲۷ کی عبارت یہ ہے :۔

" اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اسکے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا ۵ اور اس سے قسم کھائی کہ جو تو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا ۵ اور اُس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ مَیں کیا مانگوں؟ اُس نے کہا یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر ۵"

اور انجیل متی باب ۱۴ فقرہ ۶ تا ۱۰ کے الفاظ یوں ہیں :۔

"جب ہیرودیس کی سالگرہ ہوئی تو ہیرودیاس کی بیٹی نے محفل میں ناچ کر ہیرودیس کو خوش کیا ۵ اس پر اس نے قسم کھا کر اُس سے وعدہ کیا کہ جو کچھ تو مانگے گی تجھے دوں گا ۵ اُس نے اپنی ماں کے سکھانے سے کہا مجھے یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر تھال میں یہیں منگوا دے ۵ بادشاہ غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اُس نے حکم دیا کہ دے دیا جاوے ۵ اور آدمی بھیجکر قید خانہ میں یُوحنّا کا سر کٹوا دیا ۵"

انجیل مرقس اور انجیل متی کی مندرجہ بالا عبارتوں کے مطابق بپتسمہ دینے والے کو ہیرودیس بادشاہ ہی نے شہید کروایا۔ لہٰذا ہیرودیس کے مرنے سے پہلے ہی یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کی شہادت ہو چکی تھی۔

لیکن اس کے بالکل خلاف انجیل متی باب ۲ فقرہ ۱۹ تا باب ۳ فقرہ ۱ کی عبارت

سے ثابت ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے آئے ہی اس وقت جب کہ ہیرودیس مرچکا تھا۔ عبارت حسب ذیل ہے :۔

"جب ہیرودیس مرگیا تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ O اٹھ اس بچے اور اس کی ماں کو لے اسرائیل کے ملک میں چلا جا کیونکہ جو بچے کی جان کے خواہاں تھے وہ مر گئے O پس وہ اٹھا اور بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں آ گیا O مگر جب سنا کہ ارخلاؤس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہی کرتا ہے۔ تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں ہدایت پا کر گلیل کے علاقہ کو روانہ ہو گیا O اور ناصرۃ نام ایک شہر میں جا بسا تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا O

اُن دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ O توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے O"

صاف ظاہر ہے کہ انجیل متی ۱۴ اور انجیل مرقس ۶ کی عبارتیں جو پہلے نقل ہوئیں اُن کی رو سے ہیرودیس نے یوحنا کا سر کٹوایا تھا لیکن انجیل متی ۲ فقرہ ۱۹ تا ۳ فقرہ ۱ کی مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے ہیرودیس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ارخلاؤس کے زمانہ میں موجود تھے۔

بائبل کا یہ تضاد بھی نمایاں ہو گیا۔

یسوع مسیح انسان ہے یا خدا؟

اختلافات ۴۹ | بائیبل پرانا عہدنامہ، گنتی باب ۲۳ فقرہ ۱۹ کے الفاظ یوں ہیں؟

"خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدمزاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے"
بائیبل کا یہ بیان ثابت کرتا ہے کہ خدا انسان یا آدمزاد نہیں ہے لیکن دوسری طرف نیا عہدنامہ رومیوں باب ۹ فقرہ ۴ و ۵ کی عبارت میں یسوع مسیح کو خدا لکھ دیا۔ حالانکہ بائیبل نیا عہدنامہ ا۔ تیمتھیس باب ۲ فقرہ ۵ میں خود پولس ہی کہتا ہے:۔

"کیونکہ خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے"

بائیبل نیا عہدنامہ ا۔ تیمتھیس کی اس عبارت کی رو سے یسوع مسیح خدا نہیں بلکہ خدا اور انسان کے درمیان ایک واسطہ ہیں۔ اور انسان ہیں جبکہ گنتی کی عبارت کی رو سے خدا انسان اور آدمزاد نہیں۔ اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق یوحنا کی انجیل باب ۵ فقرہ ۲۷ کی رو سے یسوع مسیح کے متعلق لکھا ہے:۔

"بلکہ اسے عدالت کرنے کا بھی اختیار بخشا۔ اس لئے کہ وہ آدمزاد ہے"

بائیبل کی یہ تضاد بیانیاں بالکل واضح ہیں۔ کبھی کہتی ہے کہ خدا انسان اور آدمزاد نہیں اور کبھی کہتی ہے کہ یسوع مسیح خدا ہے اور پھر تسلیم بھی کرتی ہے کہ

یسوع مسیح انسان اور آدم زاد ہے کبھی یہ کہتی ہے کہ یسوع مسیح خدا اور انسان کے درمیان واسطہ ہے۔

اب عیسائی صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ کیا ان تضاد بیانیوں کے بعد بھی بائیبل کو الہامی سمجھا جائے گا؟ کیا عیسائی مذہب میں "الہام" تضاد ہی کا دوسرا نام ہے؟

اختلاف ۴۷ | اگر معاذ اللہ مسیح ہی خدا ہے تو دہنی طرف کس کے بیٹھا ہے؟

ایک طرف تو بائیبل نیا عہد نامہ "مرقس ۱۶ فقرہ ۱۹" میں یوں مرقوم ہے۔

"غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا"

اب عیسائی حضرات کو چاہیئے کہ وہ اچھی طرح غور کریں کیا مسیح خود ہی خدا ہے یا بائیبل کی رو سے خدا کی دہنی طرف بیٹھنے والا؟ کیا ان متضاد بیانات کے بعد بھی بائیبل کو الہامی کتاب کہنا درست ہے؟

اختلاف ۴۸ | خدا کون ہے؟ دکھائی دینے والا یا نادیدہ؟

۱- بائیبل نیا عہد نامہ ۱-تیمتھیس باب ۱ فقرہ ۱۷ کی عبارت یوں ہے:-

"اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزت اور تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین ٥"

۲- پھر ۱-تیمتھیس باب ۶ فقرہ ۱۶ کی عبارت یوں ہے:-

۲- پھر ۱- تیمتھیس ۶ فقرہ ۱۶ کی عبارت یوں ہے:-

"بقا صرف اسی کو ہے اور وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے اس کی عزت اور سلطنت ابد تک رہے۔ آمین ○"

۳- بائبل نیا عہد نامہ انجیل یوحنا ۱ فقرہ ۱۸ کے الفاظ یوں ہیں:

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔"

۴- بائبل نیا عہد نامہ "یوحنا کا پہلا عام خط" ۴ فقرہ ۱۲ کے الفاظ یوں ہیں۔

"خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا"

ظاہر ہے کہ بائبل کی اِن مندرجہ بالا عبارتوں کی رُو سے خداوہ ذات ہے جسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر حضرت عیسٰیؑ کو خدا کہنا کیونکر صحیح ہوگا جبکہ وہ دکھائی دیئے اور سینکڑوں انسانوں نے انہیں دیکھا ہ جیسا کہ بائبل نیا عہد نامہ، لوقا کی انجیل ۲۴ فقرہ ۳۹ میں یسوع مسیح کے متعلق یوں لکھا ہے:-

"میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو ○ اور یہ کہہ کر اُس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے ○"

لیکن اس کے خلاف "رومیوں" ۹ فقرہ ۲ اور ۵ میں یسوع کو خدا لکھ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) آخر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ موجودہ مسیحیت میں

"اختلاف" کا نام "الہام" ہے

اختلاف ۳۹ | ابنیت کے متعلق۔

بائیبل نیا عہد نامہ کی چاروں انجیلوں (متی، مرقس، لوقا، اور یوحنا) میں یسوع مسیح کو کئی جگہ "ابن آدم" لکھا ہے۔ اور "رسولوں کے اعمال" ۷ فقرہ ۵۵، ۵۶ میں پولوس کا حال یوں لکھا ہے:۔

"مگر اس نے روح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر کہا دیکھو! میں آسمان کو کھلا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں۔"

۲- نیا عہد نامہ متی کی انجیل ۱ فقرہ ۱ میں یوں مرقوم ہے:۔

"یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہام کا نسب نامہ"

لیکن اس کے برخلاف نیا عہد نامہ انجیل مرقس ۱ فقرہ ۱ میں لکھا ہے:۔

"یسوع مسیح ابن خدا کی خوشخبری کا شروع" (نعوذ باللہ من ذالک)

میں تو بائیبل کی تضاد بیانیوں کو بخوبی معلوم کر چکا ہوں اس لئے مجھے تو بائیبل کے ان متضاد بیانات پر کوئی حیرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ میں اس بات سے واقف ہو چکا ہوں کہ متضاد بیانات ہی کو مسیحیت میں "الہام" تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ انتالیس اختلاف پیش کئے گئے۔

غیر مہذبانہ حملہ | کتاب HOW GOD INSPIRED THE BIBLE

کا اُردو ترجمہ "بائیبل کا الہام" مصنفہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ صاحب ڈی ڈی شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور (بار دوم ۱۹۵۲ء) کے صفحہ ۸۵ پر مصنف مذکور نے مسیحی تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:-

"میں یہاں ان میں سے صرف چند مثالیں نقل کروں گا۔ جن سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ میرا یہ الزام کہ مسیحی لوگ اپنی بائیبل کی نسبت اس سے کچھ کم احمقانہ خیال نہیں رکھتے تھے جیسے کہ محمدی لوگ قرآن کی نسبت رکھتے ہیں۔"

مہذبانہ جواب عیسائی مصنف جے پیٹرسن سمائتھ صاحب نے ہم مسلمانوں کے ایمان بالقرآن کو "احمقانہ خیال" قرار دے کر اصل میں اپنی اُس تہذیب کا اظہار کیا ہے جو ان کو بائیبل نے سکھائی ہے۔ ملاحظہ ہو بائیبل نیا عہد نامہ ا۔ کرنتھیوں ب فقرہ ۲۵ میں عیسائیوں کا پولوس رسول کہتا ہے:-

"کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے"

"اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے۔"

(نعوذ باللہ) جب بائیبل کی زبان یہ ہو! پولوس کا اندازِ گفتگو یہ ہو کہ خدا کی تعریف کے لئے بھی اسے اچھے الفاظ نصیب نہ ہوں۔ اور تعریف خدا بھی "خدا کی بے وقوفی" اور "خدا کی کمزوری" کے الفاظ سے شروع کرے تو بھلا پولوس کے پیرو کار یعنی بائیبل کو الہامی کتاب سمجھنے والے مسیحیوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے؟

اختلاف ۵۰ خدا اور کبوتر

میں نے اختلاف ۱ میں بائیبل کا "پہلا رُخ" لکھتے ہوئے حوالے نقل کئے کہ خدا کا کوئی نظیر نہیں، خدا کی مانند کوئی نہیں۔ لیکن بائیبل کے ان تمام حوالوں کے بالکل خلاف مسیحیت میں عقیدہ تثلیث موجود ہے جس کی رُو سے مسیحی مذہب میں تین خدا تسلیم کئے جاتے ہیں (۱) "باپ" (۲) "بیٹا" (۳) "رُوح القدس"۔ اس کے ساتھ ساتھ بائیبل میں "روح القدس" کو "کبوتر کی مانند" لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو لُوقا کی انجیل" باب ۳ فقرہ ۲۲ کے الفاظ یوں ہیں :۔

"اور رُوح القدس جسمانی صورت میں کبُوتر کی مانند اُس پر نازل ہوا۔"

لہذا ثابت ہوا کہ رُوح القدس خدا نہیں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی مانند کوئی نہیں۔ بائیبل کے ان متضاد بیانات سے بائیبل کا غیر الہامی ہونا ثابت ہے۔

علاوہ ازیں بائیبل کے گذشتہ حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ مسیحی مذہب میں انسان (یسُوع مسیح) کو خُدا تسلیم کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں پر، بائیبل نیا عہدنامہ رومیوں باب ۱ فقرہ ۲۲ و ۲۳ کے الفاظ پر غور کرنا لازم ہے اور خاص طور پر ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ کو رومیوں کے ان الفاظ کی جانب توجہ کرنی چاہیئے۔

"وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے ٥ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپاؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا"

اختلاف ۵۱ حضرت عیسیٰ کی تعریف یا توہین؟

ہر عاقل اور باہوش وحواس انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ "لعنت" کا لفظ مذمت اور اظہار نفرت کے لئے بولا جاتا ہے۔ کسی کو "لعنتی" کہنا اسکی تعریف نہیں بلکہ توہین ہے۔ لیکن بائیبل ایک طرف تو حضرت عیسیٰؑ کو (معاذ اللہ) خدا کہتی ہے اور دوسری طرف انہیں (معاذ اللہ) "لعنتی" کہتی ہے۔ دیکھئے بائیبل نیا عہدنامہ "گلتیوں کے نام پولس کا خط" ۳ب فقرہ ۱۳ و ۱۴ اسکے الفاظ یہ ہیں :-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے ○ تاکہ مسیح یسوع میں ابراہام کی برکت غیر قوموں تک پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اس روح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے ○"

خیال رہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (معاذ اللہ) "لعنتی" کہنے والا وہی "پولس" ہے جس نے ۱۔کرنتھیوں ۱ب فقرہ ۲۵ میں "خدا کی بیوقوفی" (معاذ اللہ) اور "خدا کی کمزوری" کے الفاظ تحریر کئے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ پولس نے دوسروں کا عقیدہ ظاہر کیا ہے"۔ کیونکہ پولس نے حضرت عیسیٰؑ کو جو (معاذ اللہ) لعنتی کہا وہ بائیبل ہی کا حوالہ دے کر کہا ہے "کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" اور یہ حوالہ پولس نے پرانا عہدنامہ استثناء ۲۱ب فقرہ ۲۳ کے الفاظ کے مطابق دیا ہے جو یہ ہیں :-

"کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے"۔

چونکہ بائبل کی رُو سے پھانسی دیا جانے والا شخص ملعون ہے۔ اور پولس کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسٰی کو (معاذ اللہ) پھانسی دی گئی تھی۔ اس لئے اُس نے بائبل کے مذہب کے مطابق حضرت عیسٰی کو (معاذ اللہ) "لعنتی" کہا۔ اگر بائبل کو الہامی کتاب تسلیم کیا جائے تو حضرت عیسٰی کو (معاذ اللہ) خدا کی طرف سے ملعون تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

لیکن مسلمانوں کا ایمان یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بھیجے ہوئے (رسول) اور اپنے خادم (عبد) پاک عیسٰی کو "لعنتی" بننے ہی نہیں دیا۔ یعنی پھانسی سے بچا لیا اور حضرت عیسٰی کی جگہ کوئی اور شخص مصلوب ہوا۔ جو لعنتی تھا۔ یہی بات سمجھانے کے لئے بائبل استثنا ۲۱ فقرہ ۲۳ کی رُو سے پھانسی دیئے جانے والے کو "خدا کی طرف سے ملعون اور ناپاک" پہلے ہی بتا دیا گیا تھا۔

اے میرے عیسائی بھائیو! حضرت عیسٰی کے مصلوب ہونے کا اعتقاد نہ رکھو پاک و مقدس عیسٰی کو (معاذ اللہ) "ملعون اور ناپاک" ثابت کرنے سے بچو! اور اسلام کی تعلیم کے مطابق یہ اعتقاد قبول کرو کہ عیسٰی خدا کے خادم (عبد) اور پاک و مقدس رسول ہیں۔ اس لئے انہیں صلیب نہیں ہوئی بلکہ کسی "لعنتی اور ناپاک" شخص کو ہوئی تھی۔

ایک ضروری سوال

پولس نے "شریعت کی لعنت" کے الفاظ تحریر کر کے یہ بھی لکھا "تاکہ مسیح

یسوع میں ابرہام کی برکت غیر قوموں تک پہنچے" سوال یہ ہے کہ "ابرہام کی برکت پہنچانا مقصود تھا" تو اس کا جواب کیا ہے کہ ابرہام (یعنی ابراہیمؑ) شریعت کے پابند تھے اور رہے۔ اگر آپ (معاذ اللہ) شریعت کو لعنت سمجھیں تو ابرہام کی برکت کیونکر نصیب ہوگی؟

اختلاف ۵۲ | الہام اور بائیبل

ایک طرف تو بائیبل میں حضرت عیسیٰؑ کو (معاذ اللہ) "لعنتی" لکھا ہوا ہے اور مسیحیت میں اسی بائیبل کو الہامی مانا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نیا عہد نامہ ۱۔ کرنتھیوں ۱۲ فقرہ ۳ میں یوں لکھا ہے:۔

"پس میں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کے رُوح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے"

یعنی یسوع کو معاذ اللہ "ملعون" کہنا الہام کی بات نہیں لیکن دوسری طرف بائیبل ہی یہ غیر الہامی بات کہتی ہے۔ پھر بائیبل کو الہامی کتاب کیونکر مانا جائے؟ بائیبل کی تضاد بیانی کی کوئی حد ہے؟ عیسائیو! غور کرو!

اختلاف ۵۳ | یہوواہ اسکریوتی شیطان اور تخت عدالت

ایک طرف تو بائیبل حضرت داؤدؑ پر (معاذ اللہ) زنا کا، حضرت سلیمانؑ پر (معاذ اللہ) شرک کا اور حضرت عیسیٰؑ سے پہلے آنے والے (تمام انبیاء و مرسلینؑ) پر (معاذ اللہ) چور اور ڈاکو ہونے کا الزام لگاتی ہے۔ پھر حضرت

عیسٰیؑ کو (معاذ اللہ) ملعون اور ناپاک کہتی ہے اور دوسری طرف حضرت عیسٰیؑ کے دشمن یہوداہ اسکریوتی کو تخت عدالت پر بٹھاتی ہے اور ساتھ ہی اُسے شیطان بھی کہتی ہے۔ پھر اُسے "رسول" بھی کہتی ہے (معاذ اللہ)

ثبوت حسب ذیل ہے:۔

۱۔ لُوقا کی انجیل باب ۶ فقرہ ۱۳ تا ۱۶ کی عبارت یُوں ہے:۔

"جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر اُن میں سے بارہ چُن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اُس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس ۔ اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی ○ اور متی اور توما اور حلفئی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا ○ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا" (مزید اطمینان کے لئے انجیل متی باب ۱۰ فقرہ ۱ تا ۴ اور انجیل مرقس باب ۳ فقرہ ۱۳ تا ۱۹ بھی دیکھ لیجئے)

۲۔ انجیل یوحنا باب ۶ فقرہ ۷۰ و ۷۱ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"یسوع نے انہیں جواب دیا کیا میں نے تم بارہ کو نہیں چُن لیا؟ اور تم میں سے ایک شخص شیطان ہے ○ اس نے یہ شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کی نسبت کہا کیونکہ یہی جو اُن بارہ میں سے تھا اُسے پکڑوانے کو تھا (مزید دیکھئے لُوقا باب ۲۲ فقرہ ۳)

بائیبل کے ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارہ شاگردوں میں سے یہوداہ اسکریوتی تھا جسے حضرت عیسیٰؑ نے "شیطان" کہا لیکن بائیبل نے "اسی شیطان" کو انصاف کے تخت پر بٹھا دیا۔ دیکھئے نیا عہد نامہ انجیل متی باب ۱۹ فقرہ ۲۸ کی عبارت یہ ہے :-

"یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہولئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"

بائیبل کا حال اچھی طرح نمایاں ہو گیا ہے "یہ شیطان" کو "منصف" ٹھہراتی ہے "شیطان" اور دشمن عیسیٰؑ یہوداہ اسکریوتی کو عیسیٰؑ کا چُنا ہوا کہتی ہے! اور اسی بائیبل میں حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی گئی ہے۔ پھر بھی بائیبل کے الہامی ہونے کا دعویٰ کرنا ڈاکٹر جے پیٹرسن سمتھ جیسے "عقلمندوں" کی نظر میں عقلمندی ہے اچھ خوب!

اختلاف ۵۴ | حکموں میں اختلاف

چاروں انجیلوں میں حکموں کے متعلق حسب ذیل اختلافات موجود ہیں :-

۱- یہ کہ انجیل یوحنا میں حکموں کا ذکر ہی نہیں ہے (۲) یہ کہ حکم "اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ"۔ انجیل مرقس اور انجیل لوقا میں موجود نہیں (۳) یہ حکم "فریب دیکر نقصان نہ کر"۔ انجیل لوقا اور انجیل متی میں سرے سے بیان ہی نہیں ہوا۔ ثبوت کے لئے حسب ذیل حوالے دیکھئے :-

بائبل نیا عہد نامہ انجیل مرقس باب ۱۰ فقرہ ۱۹ کے الفاظ یہ ہیں :-

"تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ خون[1] نہ کر۔ زنا[2] نہ کر۔ چوری[3] نہ کر۔ جھوٹی گواہی[4] نہ دے۔ فریب[5] دے کر نقصان نہ کر۔ اپنے[6] ماں باپ کی عزت کر"

ظاہر ہے کہ انجیل مرقس میں کُل چھ حکم لکھے ہیں۔ لیکن انجیل لوقا باب ۱۸ فقرہ ۲۰ میں یوں ہے :-

"تُو حکموں کو تو جانتا ہے۔ زنا[1] نہ کر۔ خون[2] نہ کر۔ چوری[3] نہ کر۔ جھوٹی گواہی[4] نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر٥

ظاہر ہے کہ انجیل مرقس کے چھ حکموں میں سے ایک حکم "فریب دے کر نقصان نہ کر" انجیل لوقا میں نہیں ہے۔ اور کُل پانچ حکم درج ہیں۔ اور انجیل متی باب ۱۹ فقرہ ۱۸، ۱۹ میں حکموں کا بیان یوں ہے :-

" یسوع نے کہا یہ کہ خون[1] نہ کر۔ زنا[2] نہ کر۔ چوری[3] نہ کر۔ جھوٹی گواہی[4] نہ دے۔ اپنے باپ[5] کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی[6] سے اپنی مانند محبت رکھ٥"

ظاہر ہے کہ انجیل متی کا چھٹا حکم لوقا اور مرقس میں نہیں ہے اور انجیل مرقس کا پانچواں حکم متی اور لوقا میں نہیں۔ اور حکموں کی تعداد کا بھی فرق نمایاں ہے۔ دو انجیلوں میں چھ چھ حکم لکھے ہیں۔ اور ایک میں پانچ ہی لکھ دیئے۔ باقی رہ گئی انجیل یوحنا وہ حکموں سے بالکل صاف بچ کر گزر گئی۔ یہ ہے چاروں انجیلوں کا اور بائبل کا حال اگر مصنفینِ اناجیل حکموں تک میں متفق نہیں۔ دیگر چیزوں کا تو ذکر ہی کیا ہے مثلاً

ایسی بائبل کو الہامی کتاب کہنا "الہام" کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

ضروری وضاحت | ہم مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے اُس کے بندہ و رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی انجیل دی گئی تھی۔ وہ انجیل عیسیٰ علیہ السلام بائبل میں موجود نہیں۔ بلکہ چار مختلف و متضاد انجیلیں ہیں۔ جن میں سے ایک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل نہیں۔ بلکہ متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنا کے تصنیف کردہ رسالے ہیں جن پر ہم مسلمان ایمان نہیں رکھتے کیونکہ ہم انہیں الہامی تسلیم نہیں کرتے۔ اگر یہ الہامی ہوتیں تو ان میں اس قدر تضاد نہ ہوتا۔ عیسائی حضرات جو اس بات کے قائل ہیں، کہ یہ روح القدس کی ہدایت سے لکھی گئی ہیں۔ اُن سے ایک تو یہ سوال کرنا ہو کہ یہ بتائیں کہ روح القدس کو چار متضاد انجیلیں لکھوانے کی کیا ضرورت تھی؟ انجیلوں کی تضاد بیانی اور ان کے اختلافات کو دیکھ کر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیا یہ سمجھا جائے کہ معاذ اللہ روح القدس کا حافظہ درست نہ تھا کہ وہ کہیں کوئی بات لکھوائے اور دوسری جگہ اُسی کے خلاف کچھ اور لکھنے کی ہدایت دے؟

اب یا تو یہ ثابت کیا جائے کہ انجیلوں میں تضاد نہیں ہے۔ یا یہ تسلیم کریں کہ یہ چاروں انجیلیں الہامی نہیں ہیں یا پھر تسلیم کریں کہ مسیحی مذہب میں "کمزوری حافظہ ہی کا نام "روح القدس" ہے۔

ان تینوں صورتوں میں سے جہاں تک کمزوری حافظہ کا تعلق ہے اسے "روح القدس" کی طرف نسبت دینا درست نہیں، لفظ قدس بھی قابلِ غور

ہے! جہاں تک تضاد کی تردید کا تعلق ہے وہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ صاحب ڈی ڈی کی "بائیبل کا الہام" کے صلے پر اوریجن صاحب کے متعلق مرقوم ہے:۔

"وہ اقرار کرتا ہے کہ اناجیل میں اتنے اختلافات ہیں کہ اُن سے آدمی کا سر گھومنے لگ جاتا ہے۔"

خیال رہے کہ اسی کتاب "بائیبل کا الہام" صلے آخری سطر تا صلے پہلی سطر میں اوریجن صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

اوریجن (۲۲۰ئہ) جو اپنے زمانہ کی کلیسا میں بائیبل کی واقفیت کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھا۔"

اور "بائیبل کا الہام" صلے سطر ۱ میں مسیحی مذہب کے مقدس جیروم (۴۲۰ئہ) کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

وہ لکھتا ہے کہ مقدس مرقس (۲: ۲۶) اس نے غلطی سے اخی ملک کی جگہ ابیاتر لکھ دیا ہے۔"

ابیاتر یا اخیملک

اختلاف ۵۶ | حقیقت یہ ہے کہ مرقس کی یہ غلطی جو مرقس کی انجیل باب فقرہ ۲۶ میں ہے کہ جس کی تردید ناممکن ہے۔ کیونکہ اس کے برخلاف پرانا عہدنامہ ۱۔ سموئیل باب ۲۱ فقرہ ۱ فقرہ ۲ اور فقرہ ۳ میں حضرت داؤد

کو نذر کی روٹی دینے والے کاہن کا نام اخیملک ہی لکھا ہے۔ ابیاتر نہیں بیچئے بائیبل کا یہ تضاد بھی ظاہر ہے اور "جیروم" کے کہنے کے مطابق غلطی بھی ثابت ہے۔ لہذا بائیبل اور بالخصوص چاروں انجیلوں کے تضاد اور اختلاف کی تردید قطعاً ناممکن ہے۔ اب تیسری صورت ہی باقی رہ جاتی ہے کہ ان اناجیل کو غیر الہامی تسلیم کیا جائے حقیقت بھی یہی ہے۔ ان چاروں انجیلوں کے مصنفوں یعنی متی، مرقس، لوقا اور یوحنا نے بھی ان انجیلوں میں کہیں یہ دعوے نہیں کیا یہ الہامی ہیں۔ یا یہ کہ روح القدس نے ہمیں ہدایت دے دے کر لکھوائی ہیں بلکہ لوقا نے اپنی انجیل کے متعلق صاف وضاحت کر دی ہے کہ یہ اس کی اپنی دریافت کی ہوئی باتوں کا، اپنا ترتیب دیا ہوا ایک رسالہ ہے۔ جو اس نے صرف ایک آدمی کے لئے لکھا تھا۔ جیسا کہ لوقا باب فقرہ ۱ تا ۳ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں ٥ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے اُن کو ہم تک پہنچایا ٥ اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اُن کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں"٥

لوقا کے الفاظ "اُن کو ہم تک پہنچایا" اس امر کا ثبوت ہیں کہ یہ واقعات

لوقا نے خود نہیں دیکھے تھے بلکہ یہ رسالہ اس نے دریافت کر کے لکھا (جسے بعد میں انجیل کا نام دے دیا گیا) علاوہ ازیں یہ رسالہ لوقا نے محض ایک شخص تھیفلس کے لئے لکھا تھا۔ یہ وحی یا الہام یا روح القدس کی ہدایت کا نتیجہ نہیں بلکہ "بھتوں" سے متاثر ہو کر لکھا گیا تھا۔ لہذا یہ "لوقا کی انجیل" حضرت عیسیٰؑ پر ہرگز نازل نہیں ہوئی بلکہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سائتھ ڈی۔ ڈی کی کتاب ۱۵۷ GOD INPIRED THE BIBLE کے اردو ترجمہ "بائیبل کا الہام" ص۱۵ میں یوں تسلیم کیا گیا ہے :-

مقدس آگستین سنہ۳۶۰ء میں اناجیل کی بابت لکھتا ہے کہ "انہیں کلیسیا کے سر نے لکھوایا۔"

ثابت ہوا کہ ان کلیسیا کے سر کی انجیلوں میں تضاد اسی وجہ سے ہے کہ ان میں سے کوئی بھی انجیل حضرت عیسیٰؑ کی نہیں۔ حضرت عیسیٰ کی انجیل میں اختلاف و تضاد ممکن ہی نہیں۔

قابل غور نکتہ | "انجیل مرقس" باب۱۶ فقرہ۱۵ کے الفاظ یہ ہیں :-

"اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کر دو۔"

سوال یہ ہے کہ وہ کونسی انجیل تھی؟ یہ چاروں انجیلیں تو آگستین (سنہ۳۶۰ء) کے قول کے مطابق کلیسیا کے سر نے لکھوائیں۔ تو یقیناً وہ انجیل اور تھی۔ خیال

رہے کہ "انجیل مرقس" کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح نے (واحد) انجیل کی منادی کا حکم دیا چار انجیلوں کی منادی کا نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی انجیل تھی۔ لیکن کلیسیا کے سر نے خود چار انجیلیں لکھوا کر بائیبل میں شامل کروا دیں۔ اور انجیلِ عیسیٰؑ غائب کر دی گئی۔

اختلاف ۵۶ | مریم مگدلینی اور دوسری عورتوں کے متعلق

انہی کے متعلق ایک تضاد پہلے تحریر کیا گیا (دیکھئے تضاد ۔)
دوسرا تضاد یہ ہے کہ "انجیل مرقس" باب ۱۶ فقرہ ۸ میں ان کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

"اور وہ نکل کر قبر سے بھاگیں کیونکہ لرزش اور ہیبت اُن پر غالب آ گئی تھی اور انہوں نے کسی سے کچھ نہ کہا کیونکہ وہ ڈرتی تھیں"

لیکن مرقس کی خط کشیدہ عبارت کے بالکل خلاف لُوقا باب ۲۴ فقرہ ۹ میں یوں لکھا ہے:۔

"اور قبر سے لَوٹ کر انہوں نے ان گیارہ اور باقی سب لوگوں کو ان سب باتوں کی خبر دی"۔

بائیبل کی ان تضاد بیانیوں کو "الہام" کہتا اور بائیبل کو الہامی کتاب سمجھنا وہی شخص قبول کر سکتا ہے۔ جو "الہام" اور تضاد کو ایک ہی چیز تسلیم کرے۔

تضاد ۵۷ | لفظ "اکلوتا" اور "مسیح"

نیا عہد نامہ بائیبل، یوحنا کی انجیل ۱ فقرہ ۱۵ کے الفاظ ہیں:۔

"خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اِکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا"۔

اس فقرہ کی رُو سے عیسائی صاحبان کا عقیدہ یہ ہے کہ یسوع مسیح (معاذاللہ) خدا کا "اکلوتا بیٹا" ہے۔ تمام پڑھے لکھے حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ "اکلوتا بیٹا" اُسے کہتے ہیں جو اپنے باپ کا ایک ہی فرزند ہو۔ اگر کسی کے کئی فرزند ہوں تو کسی بیٹے کو اِکلوتا کہنا قطعاً غلط ہوگا اب اس بات کو فی الحال یہاں چھوڑتے ہوئے کہ خدا کی کوئی اولاد ممکن ہی نہیں ہے۔ بائبل کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمایئے کہ ایک طرف تو یسوع مسیح کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہتی ہے (معاذاللہ) اور دوسری طرف اسکے بالکل برخلاف پُرانا عہد نامہ، زبور ۸۲ فقرہ ۶ میں کہتی ہے :۔

"اور تم سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو"

آخر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بائبل غیر الہامی کتاب ہے۔ اور مسیحی مذہب میں لفظ "اکلوتا" کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کوئی نہیں کرتا۔

اختلاف ۵۸ صرف خدا ہی معبود ہے یا اور بھی اِلٰہ (یعنی معبود) ہیں؟

ایک طرف تو بائبل یہ کہتی ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ جیسا کہ اختلاف ۔۔۔ میں لکھا گیا۔ اور متی کی انجیل باب ۴ فقرہ ۱۰ میں لکھا ہے :۔

"یسوع نے اُس سے کہا اے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے

خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔"

متی کی اس عبارت کی رُو سے بھی صرف خدا ہی معبود ہے۔ لیکن اس کے بالکل برخلاف بائبیل دوسروں کو بھی الٰہ کہتی ہے۔ جیسا کہ پرانا عہد نامہ زبور ۸۲ فقرہ ۶ کے الفاظ ہیں:۔

"میں نے کہا تھا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔"

مخفی نہیں کہ "الٰہ" کا معنی معبود ہے لہٰذا بائبیل کی رُو سے سب ہی معبود بھی ہیں اور خدا کے بیٹے بھی (نعوذ باللہ من ذالک) نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مسیحی مذہب میں تضاد ہی کو "الہام" کہا جاتا ہے۔ عیسائی لوگ اسی وجہ سے تو تضاد و اختلاف سے پُر بائبیل کو "الہامی کتاب" کہتے ہیں۔

اختلاف ۵۹ "اکلوتا" اور "اسحاق"

بائبیل پرانا عہد نامہ، پیدائش باب ۲۲ فقرہ ۱۰ تا ۱۳ کے الفاظ یوں ہیں:۔

"اور ابراہام نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے ۵ تب خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہام! اس نے کہا میں حاضر ہوں ۵ پھر اس نے کہا تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیونکہ میں اب جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مجھ سے دریغ نہ کیا ۵ اور ابراہام نے نگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔ تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو پکڑا اور

اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔"

بائیبل پیدائش ۲۲ فقرہ ۱ تا ۱۳ کی مندرجہ بالا عبارت میں یہ الفاظ "کہ جو تیرا اکلوتا ہے" ثابت کرتے ہیں کہ جب قربانی کا واقعہ ہوا۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کے ایک ہی فرزند تھے۔ یعنی دوسرے بیٹے کے پیدا ہونے سے پہلے ابراہیم کے پہلے فرزند کی قربانی ہوئی۔ اسی کو اکلوتا کہنا درست ہے۔

اب یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابراہیم کے دو فرزند تھے اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ۔ دونوں میں بڑے اسماعیلؑ تھے جو حضرت اسحٰقؑ سے (بائیبل کی رُو سے) چودہ سال پہلے پیدا ہوئے تھے ثبوت حسب ذیل ہے:۔

۱۔ پیدائش ۱۶ فقرہ ۱۵، ۱۶ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اور ابرام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا۔ اور ابرام نے اپنے اس بیٹے کا نام جو ہاجرہ سے پیدا ہوا اسمٰعیلؑ رکھا تب ابرام چھیاسی برس کا تھا۔"

یعنی جب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے حضرت ابراہیمؑ کا سن مبارک ۸۶ برس کا تھا لیکن جب حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے ابراہیمؑ سو برس کے تھے۔ جیسا کہ پیدائش ۲۱ فقرہ ۳ تا ۵ کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"اور ابرہام نے اپنے بیٹے کا نام جو اس سے سارہ کے پیدا ہوا اضحاق رکھا۔ اور ابرہام نے خدا کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے اضحاق کا ختنہ اس وقت کیا جب وہ آٹھ دن کا ہوا۔ اور جب اس کا بیٹا اضحاق اس سے پیدا ہوا تو ابرہام سو برس

کا تھا۔"

پھر یہ کہنا کہ یہ اسحق کی قربانی کا واقعہ تھا قطعی غلط ہے کیونکہ اسحاق کو "اکلوتا" ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا تسلیم کرنا چاہیئے کہ حضرت اسحق کی ولادت باسعادت سے پہلے جب اسمٰعیل "اکلوتے" تھے اس وقت یہ واقعہ ہوا تھا۔ لیکن لفظ "اکلوتا" کے بالکل خلاف بائیبل پرانا عہد نامہ پیدائش ۲۲ فقرہ ۱ تا ۲ میں واقعہ قربانی کو حضرت اسحق سے منسوب کر دیا گیا ہے اور لفظ "اکلوتا" کے معنی کو ملحوظ نہیں رکھا۔ نتیجہ یہ کہ بائیبل کو الہامی کتاب کہنا بالکل غلط ہے۔

ایک ضروری سوال کیا عیسائیوں کے پڑھے لکھے لوگ اور پادری صاحبان "اکلوتا" کا معنی بھی نہیں سمجھتے؟ اگر سمجھتے ہیں تو اپنے مطلب کے لیے صحیح مفہوم کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں؟

ایک شبہ کا ازالہ یہ خیال نہ کیا جائے "کہ ممکن ہے اسمٰعیل کی وفات کے بعد یہ واقعہ قربانی ہوا ہو۔ اور اسحاق اس وقت "اکلوتے" رہ گئے ہوں"۔ یہ خیال بائیبل کے بھی خلاف ہے کیونکہ بائیبل کی رو سے واقعہ قربانی حضرت ابراہیم کی زندگی میں ہی ہوا اور حضرت اسمٰعیل وفات ابراہیم کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ بائیبل پرانا عہد نامہ پیدائش ۲۵ فقرہ ۸ تا ۹ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

"تب ابراہام نے دم چھوڑ دیا اور خوب بڑھاپے میں نہایت ضعف اور پوری عمر کا ہو کر وفات پائی اور اپنے لوگوں میں جا ملا اور اس کے بیٹے اسحاق

اور اسمٰعیل نے مکفیلہ کے غار میں جو ممرے کے سامنے حتی صخر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں ہے اُسے دفن کیا۔"

ثابت ہوا کہ حضرت اسحاق کسی طرح بھی "اکلوتے" نہیں تھے

دوسرا شبہ | یہ خیال کرنا کہ شاید ہاجرہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسمٰعیل کو خدا نے (معاذ اللہ) ابراہیم کا بیٹا ہی شمار نہ کیا ہو اور اسی طرح اسحاق "اکلوتے" ٹھہرے ہوں" غلط ہے اور خود بائبل ہی اس کی تردید کرتی ہے کیونکہ بائبل پرانا عہد نامہ پیدائش ۱۷ فقرہ ۲۶ میں بیٹے کا لفظ موجود ہے:۔

"ابراہام اور اس کے بیٹے اسمٰعیل کا ختنہ ایک ہی دن ہوا۔"

لہٰذا کسی طرح بھی، اسحاق "اکلوتے" ثابت نہیں ہوتے۔ پھر "اکلوتے بیٹے کی قربانی" کے واقعہ کو ان کی طرف منسوب کرنا بائبل کو غیر صحیح اور غیر الہامی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

اختلاف ۶۰ | عہد خدا وندی صرف اسحٰق سے یا اسمٰعیل و اسحٰق دونوں سے؟

بائبل، پرانا عہد نامہ، پیدائش، ۱۷ فقرہ ۷ کی رو سے خدا نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا تھا:

"اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان، ان کی سب پشتوں کے لئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تا کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں۔"

پیدائش کی یہ عبارت ثابت کرتی ہے کہ عہدِ ابراھیمؑ کی نسل کی تمام پشتوں کے لئے تھا لیکن بائیبل پرانا عہد نامہ، پیدائش پ۱۷ فقرہ ۲۰، ۲۱ میں عہد کو صرف اضحاق کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ عبارت یہ ہے :-

"اور اسمٰعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دُعا سُنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔ لیکن میں اپنا عہد اضحاق سے باندھوں گا۔"

ضروری سوال | کیوں اے عیسائی بھائیو! یاد رہو! کیا خدا ابراھیمؑ کی نسل کی سب پشتوں کے لئے عہد باندھنے کا "وعدہ" کر کے (معاذ اللہ) [illegible] سے پھر گیا؟ کیا خدا جھوٹ بولتا ہے؟ (معاذ اللہ) کیا یہ الزام بائیبل پرانا عہد نامہ گنتی پ۲۳ فقرہ ۱۹ کے خلاف نہیں؟ جس میں لکھا ہے : خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ آدم زاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نسلِ ابراھیمؑ سے خارج نہیں ہیں۔ بلکہ بائیبل پرانا عہد نامہ پیدائش پ۲۱ فقرہ ۱۳ میں حضرت اسمٰعیلؑ کو نسلِ ابراھیمؑ کہا ہے :-

"اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کروں گا اس لئے کہ وہ تیری نسل ہے۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ بائیبل پرانا عہد نامہ پیدائش پ۱۷ فقرہ ۲۱ میں عہد کو

اسحاق کے لئے مخصوص کیا گیا ہے وہ صریحاً غلط اور بائیبل پیدائش ۱۷ فقرہ ۲۰، گنتی ۲۳ فقرہ ۱۹ اور پیدائش ۲۱ فقرہ ۱۳ کے بالکل خلاف ہے۔

قابلِ غور نکتہ | ہمیں مصنفینِ بائیبل کی اس روش پر اس لئے حیرت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت ہاجرہ کو (معاذ اللہ) لونڈی کہنے والوں نے بائیبل ہی میں حضرت سارہؓ کو بھی ایک بے رحم، حاسدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے (معاذ اللہ) جیسا کہ بائیبل کہتی ہے کہ سارہ نے حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہؓ کو محض اس لئے نکلوا دیا کہ اسمٰعیلؑ کا حقِ وراثت غصب کر لیا جائے (معاذ اللہ) جیسا کہ پیدائش ۲۱ فقرہ ۱۰ میں حضرت سارہ پر بے انصافی کا جھوٹا الزام یوں عائد کیا ہے:۔

"تب اس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔"

حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل | دونوں بھائیوں میں کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ آپس میں محبت کے علاوہ رشتہ داری بھی تھی۔ جیسا کہ بائیبل، پرانا عہد نامہ، پیدائش ۲۸ فقرہ ۸ و ۹ کے الفاظ یوں ہیں:۔

اور عیسو نے یہ بھی دیکھا کہ کنعانی لڑکیاں اس کے باپ اضحاق کو بری لگتی ہیں تو عیسو اسمٰعیل کے پاس گیا اور محلت کو جو اسمٰعیل بن ابرہام کی بیٹی اور نبایوت کی بہن تھی بیاہ کر اسے اپنی بیویوں میں شامل کیا۔"

اختلاف ٦١ | محلت یا بشامہ

بائیبل پرانا عہد نامہ پیدائش ب۲۸ فقرہ ۸ و ۹ کے مطابق حضرت اسمٰعیل کی وہ بیٹی جس سے عیسو نے بیاہ کیا۔ اس کا نام محلت تھا۔ لیکن اس کے خلاف پیدائش ب۳٦ فقرہ ۱ تا ۳ میں اس کا نام بشامہ لکھا ہے الفاظ یوں ہیں:۔

اور عیسو یعنی ادوم کا نسب نامہ یہ ہے ٥ عیسو کنعانی لڑکیوں میں سے حتی ایلون کی بیٹی عدہ کو اور حوی صبعون کی نواسی اور عنہ کی بیٹی اہلیبامہ کو ٥ اور اسمٰعیل کی بیٹی اور نبایوت کی بہن بشامہ کو بیاہ لایا

اختلاف ٦٢ | خدا غالب ہے یا معاذ اللہ مغلوب؟

ایک طرف تو بائیبل میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ اور پرانا عہد نامہ زبور ب٦٨ فقرہ ۳۵ میں یوں لکھا ہے:۔

"اسرائیل کا خدا ہی اپنے لوگوں کو زور اور توانائی بخشتا ہے"

اور بائیبل پرانا عہد نامہ ۱۔ تواریخ ب۲۹ فقرہ ۱۱ میں یوں لکھا ہے:۔

"اے خداوند عظمت اور قدرت اور جلال اور غلبہ اور حشمت تیرے ہی لئے ہیں"

لیکن دوسری طرف پرانا عہد نامہ، پیدائش ب۳۲ فقرہ ۲۸ میں (معاذ اللہ) خدا پر یعقوب کو غالب لکھا گیا ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"اس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے

خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔"

اور "ہوسیع" بابا فقرہ ۲ میں یعقوب کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

"اس نے رحم میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑی اور وہ اپنی توانائی کے ایام میں خدا سے کشتی لڑا۔"

(نعوذ باللہ من ذالک) ایسی بائیبل جو خدا کی بندہ کے ساتھ کشتی کروا کے بندہ کو غالب بنائے ایسی کتاب کو الہامی کہنا کیونکر درست ہے؟

قابل غور نکتہ "ہوسیع" کے مندرجہ بالا فقرہ کے بعد یوں لکھا ہے:۔

"ہاں وہ فرشتہ سے کشتی لڑا۔"

اس لئے بعض عیسائی حضرات یہ عذر کرتے ہیں کہ "اصل میں کشتی خدا سے نہیں ہوئی فرشتہ سے ہوئی تھی" تو میں کہتا ہوں کہ پھر یہ کیوں لکھا کہ "خدا سے کشتی لڑا" اور "خدا اور آدمیوں سے زور آزمائی کی اور غالب ہوا"۔ کیا عیسائی مذہب میں فرشتہ کو بھی خدا تسلیم کیا جاتا ہے؟

اختلافات ۹۳ حضرت یعقوبؑ نبی تھے یا (معاذ اللہ) دروغ گو؟

ایک طرف تو بائیبل حضرت یعقوبؑ کو (معاذ اللہ) خدا پر بھی غالب کہتی ہے اور دوسری طرف یعقوبؑ پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگاتی ہے جیسا کہ پیدائش ۲۷ فقرہ ۱۹ میں یوں لکھا ہے:۔

"یعقوب نے اپنے باپ سے کہا میں تیرا پہلوٹھا بیٹا عیسو ہوں۔"

یعنی (معاذ اللہ) حضرت یعقوبؑ پر اپنے والد بزرگوار حضرت اسحاقؑ ہی سے جھوٹ بولنے اور اپنے باپ کو دھوکہ دینے کا قبیح الزام لگایا ہے (نعوذ باللہ ذالک) حالانکہ انجیل تو قابل فقرہ ہے میں، بائیبل ہی نبیوں کو "پاک" بھی کہتی ہے۔ بائیبل کی ان تضاد بیانیوں کے ہوتے ہوئے بائیبل کو الہامی کتاب کہنا اسی کا مذہب ہو سکتا ہے۔ جو تضاد ہی کو "الہام" سمجھتا ہو۔

اختلاف ۹۴ | خدا منصف ہے یا (معاذ اللہ) بے انصاف؟

ایک طرف تو بائیبل خدا کو منصف تسلیم کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف معاذ اللہ "بے انصاف" ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ جیسا کہ پرانا عہد نامہ استثناء باب ۳۲ فقرہ ۴ کو یوں لکھا ہے:۔

"کیونکہ اس کی سب راہیں انصاف کی ہیں۔ وہ وفادار خدا اور بدی سے مبرا ہے۔ وہ منصف اور برحق ہے۔"

لیکن اس کے بالکل برخلاف پرانا عہد "خروج" باب ۲۰ فقرہ ۵ میں خدا کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں:۔

"جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ اور دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔"

(نعوذ باللہ من ذالک) بائیبل کا یہ فقرہ معاذ اللہ خدا کو ایسا بے انصاف ثابت کرنے کی کوشش میں لکھا گیا ہے کہ بدکاری تو باپ دادا کریں اور سزا

اولاد کو دے۔

حالانکہ استثناء میں لکھا ہے وہ منصف اور برحق ہے۔ اس کی سب راہیں انصاف کی ہیں۔

نوٹ: اسی طرح عیسائی حضرات کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ گناہ تو لوگوں نے کئے اُن گناہوں کی سزا میں مصلوب عیسٰی ہوئے (معاذ اللہ) کرے کوئی اور بھگتے کوئی!! اللہ ایسا بے انصاف ہرگز نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بائبل غیر الہامی کتاب ہے اور عیسائی مذہب میں تضاد ہی کو الہام سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں نے تضاد سے پُر بائیبل کو بنیاد بنا کہ حضرت عیسٰےؑ کو "خدا اور خدا کا بیٹا" کہنے کا عقیدہ اپنا لیا حالانکہ بائیبل میں بھی حضرت عیسٰیؑ کو "نبی" تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت عیسٰیؑ نبی ہیں | جیسا کہ نیا عہد نامہ انجیل متی ب ۱۳ فقرہ ۵۳ تا ۵۷ کی عبارت یہ ہے:۔

"جب یسوعؑ یہ تمثیلیں ختم کر چکا تو ایسا ہوا کہ وہاں سے روانہ ہو گیا ٥ اور اپنے وطن میں آ کر اُن کے عبادت خانہ میں اُن کو ایسی تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس میں یہ حکمت اور معجزے کہاں سے آئے؟ ٥ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں؟ ٥ اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟

پھر یہ سب کچھ اس میں کہاں سے آیا؟ ۵ اور انہوں نے اس کے سبب سے ٹھوکر کھائی۔ مگر یسوعؑ نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا ۵"۔

مزید دیکھئے انجیل مرقس ب ۶ فقرہ ۱ تا ۴ اور لوقا ب ۴ فقرہ ۲۳، ۲۴)

" اے عیسائیو! حضرت عیسیٰؑ کو نبی تسلیم کرنے کی بجائے (معاذ اللہ) خدا یا خدا کا بیٹا کہہ کر ٹھوکر نہیں کھانی چاہیئے۔ لوقا ب ۷ فقرہ ۲۳ میں لکھا ہے: " اور مبارک ہے وہ جو میرے سبب سے ٹھوکر نہ کھائے "

اختلاف ۶۵ | حضرت داؤدؑ کی بیوی کے متعلق

بائیبل پرانا عہد نامہ ۱۔ تواریخ ب ۳ فقرہ ۵ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"سمعا اور سوباب اور ناتن اور سلیمان۔ یہ چاروں عمی ایل کی بیٹی بت سوع کے بطن سے تھے ۵"

ظاہر ہے کہ سلیمانؑ کی والدہ عمی ایل کی بیٹی بت سوع بیان کی گئی لیکن اس کے بالکل برخلاف بائیبل پرانا عہد نامہ ۲۔ سموئیل ب ۱۲ فقرہ ۲۴ میں سلیمان کی والدہ کا نام بت سبع لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے:۔

پھر داؤدؑ نے اپنی بیوی بت سبع کو تسلی دی اور اس کے پاس گیا۔ اور اس سے صحبت کی اور اس کے ایک بیٹا ہوا اور داؤدؑ نے اس کا نام سلیمان رکھا اور وہ خداوند کا پیارا ہوا ۵"

نام (بت یسوع اور بت سبع) کے فرق کے علاوہ بائیبل میں یہ بھی اختلاف ہے کہ وہ کس کی بیٹی تھی۔ جیسا کہ ۱۔ تواریخ کی مندرجہ بالا عبارت میں اس کے باپ کا نام عمی ایل بیان ہوا۔ جب کہ اس کے خلاف ۲ سموئیل باب ۱۱ فقرہ ۳ میں اسے الیعام کی بیٹی لکھا ہے۔

ضروری سوال | عیسائی حضرات یہ دعوے کرتے ہیں کہ بائیبل "روح القدس" کی ہدایت سے لکھی گئی ہے۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا "روح القدس" کمزوری حافظہ کا نام ہے؟ کیا وہ نام بھی یاد نہیں رکھ سکتی؟ "قدس" تو پاکیزگی کو کہتے ہیں۔ اسے تو بے عیب ہونا چاہیئے! کمزوری حافظہ اور تضاد بیانی تو عیب ہے۔ لہٰذا بائیبل "روح القدس" کی ہدایت سے لکھی ہوئی کتاب نہیں ورنہ اس میں اس قدر تضاد اور غلط بیانیاں ہرگز نہ ہوتیں۔

قابل غور | ۲۔ سموئیل باب ۱۲ فقرہ ۲۴ میں تو بائیبل حضرت سلیمانؑ سے متعلق یہ کہتی ہے کہ "وہ خدا کا پیارا ہوا"۔ لیکن ۱۔ سلاطین باب ۱۱ فقرہ ۴ تا ۶ میں خدا کے پیارے سلیمانؑ پر شرک کا الزام لگاتی ہے۔ پھر اس قدر متضاد بائیبل کو الہامی کہنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسیحی مذہب میں تضاد ہی کو الہام کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی مذہب کے پادری اور دیگر پیروکار "الہام" کی تعریف بتانے سے عمداً گریز کرتے ہیں یا "الہام" کی تعریف جانتے ہی نہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ کی کتاب بائیبل

کا الہام (دوسرا حصہ) باب دوم ص۵ کی سطر ا-۲ میں مسیحی مذہب کی بے بسی کا اظہار یوں کیا گیا ہے :-

"اگرچہ جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہم الہام کی صحیح تعریف بیان نہیں کر سکتے تو اس کی حقیقت کو بتا سکتے ہیں"

اور بائیبل کا "الہام" پہلا حصہ باب سوم ص۵۵ سطر ۱۱-۱۲ میں صاف طور سے لکھا ہے :-

"ہمارا اعتقاد جو الہام کے متعلق ہے وہ کسی خاص تعریف کا پابند نہیں"

پھر ص۵۶ میں یوں لکھا ہے :-

"جب کہ ہماری دین کی بنیادیں الہام کے متعلق کسی خاص قسم کے اعتقاد رکھنے پر موقوف و مبنی نہیں ہیں - جب کہ خود بائیبل نے بھی اس سوال کو بے حل کئے چھوڑ رکھا ہے - اور جب کہ کلیسیا نے بھی گذشتہ ۱۹۰۰ سال میں کوئی خاص رائے اس کے متعلق قائم نہیں کی"

عیسائی مصنف ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ کی ان وضاحتوں کے بعد معلوم ہو گیا کہ عیسائی مذہب "الہام" کی تعریف کرنے سے قاصر ہے اور بائیبل بھی عاجز ہے بھلا وہ مذہب کہ جس میں آج تک "الہام" کی تعریف ہی طے نہ ہوئی - اس کی کلیسیا ۱۹۰۰ سال میں "الہام" کی تعریف نہ

بتا سکی - اور اس کی مقدس کہلانے والی کتاب خود تعریفِ الہام بتانے سے قاصر ہو! اُس مسیحی مذہب کے پیروکاروں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ "الہام" کی تعریف بیان کئے بغیر بائیبل کو "الہامی" کہیں -

حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں کے پادریوں اور کلیسا کو یہ خوف ہے کہ اگر "الہام" کی تعریف طے کر لی گئی - تو بائیبل اس تعریف کے تحت "الہامی" ثابت نہ ہو سکے گی - اسی لئے ڈاکٹر جے پیٹرسن سماتھ نے لکھا کہ الہام کے متعلق ہمارا اعتقاد کسی خاص تعریف کا پابند نہیں - عیسائیوں کا مقصد یہ ہے کہ "الہام" کو موم کی ناک بنائے رکھیں اور جدھر چاہیں موڑ لیں لیکن بائیبل میں جو متضاد بیانات موجود ہیں ان کے مطابق ہم یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسیحی مذہب میں "تضاد" ہی کا نام "الہام" ہے - اور مسیحی مذہب کے پاس بائیبل کے "متضاد بیانات" کا کوئی جواب نہیں - اس لئے وہ کبھی تو "الہام" پر یقین کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں اور کبھی سرے سے انکار کر دیتے ہیں - جیسا کہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سماتھ کتاب بائیبل کا "الہام" ص۵۵ کی سطر ۶ میں لکھتے ہیں :-

"ہمیں صرف الہام پر یقین کرنا لازم ہے"

لیکن پھر اسی صفحہ ۵۵ کی سطر ۱۵ میں یوں لکھا :-

"نہیں بلکہ ایک قدم اور بڑھ کر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مذہب کے بنیادی اصول اس امر پر بھی منحصر نہیں ہیں کہ کسی وحی و الہام میں بھی اعتقاد رکھا جائے"-

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ مسئلہ الہام نے ڈاکٹر جے پیٹرسن سماتھ کو پریشان کر دیا اور وہ "بائیبل" سے انکار کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یعنی اگر بالفرض "بائیبل" کو الہام کہا جائے تو ڈاکٹر موصوف یہ کہکر منکر بائیبل ہونے کو تیار ہیں کہ "مذہب کی بنیادی اصول اس امر پر بھی منحصر نہیں ہیں کہ کسی وحی و الہام میں بھی اعتقاد رکھا جائے۔"

"کیونکہ بالفرض اگر ہم بائیبل کے ہر ایک صحیفے کو غیر الہامی ہی مانیں تو ہمیں اس وجہ سے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی ضرورت نہیں"

ضروری سوال | اب ڈاکٹر جے پیٹرسن سماتھ یا ان کے مذہب کا کوئی اور شخص یہ بتائے کہ اگر بائیبل کے ہر ایک صحیفہ کو غیر الہامی تسلیم کر لیا جائے تو بائیبل کو چھوڑ کر عیسائی مذہب کے پیروکاروں کے پاس ان کے اس عقیدہ کی بنیاد کونسی چیز ہو گی کہ عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے؟

اِنسان کا کلام

حقیقت یہ ہے کہ بائیبل کے متضاد بیانات کے بعد بائیبل کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر جے پیٹرسن سماتھ نے "بائیبل کا الہام" دوسرا حصہ باب سوئم ص۱۱ سطر ۹ میں بائیبل کے متعلق صاف طور سے یہ تسلیم کر لیا ہے۔

"مگر ہم کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس کا بہت بڑا حصہ انسان کا کلام ہے۔"

اعتراف بائیبل سازی اُسی کتاب بائیبل کا الہام حصہ اول باب سوم ص۹۴ سطر ۷ میں بائیبل کے متعلق یوں تحریر کیا ہے۔

"ہم نے مختلف نوشتوں کو جو تاریخ، نظم، ڈرامہ، خط، نبوّت تمثیل کی صورت میں مختلف الطبائع مصنّفوں کے ہاتھ سے مختلف مدارج سے لکھے گئے تھے ایک جلد میں باندھ دیا ہے۔"

ظاہر ہے کہ ڈاکٹر موصوف نے نہ صرف بائیبل سازی کا اعتراف کر لیا بلکہ یہ بھی تسلیم کر لیا کہ بائیبل کا بہت بڑا حصہ انسان کا کلام ہے"

ضروری سوال

اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کر لیں کہ بائیبل میں کچھ حصہ کلام خدا بھی ہے تو ہم عیسائیوں سے یہ مطالبہ کریں گے کہ اس حصے کی نشاندھی کی جائے جو باثبوت ہونی چاہیئے لیکن عیسائیوں کے پاس اس سوال کا کبھی کوئی جواب نہیں ہے، جیسا کہ ڈاکٹر جے پیٹرسن نے اپنی بے بسی کا اظہار کتاب "بائیبل کا الہام" دوسرا حصہ ص۱۲۶ سطر ۱۸ میں یوں کیا ہے کہ "ہم الہٰی اور انسانی عنصر کے درمیان حد فاصل نہیں کھینچ سکتے۔ ہم اس کے کسی حصہ کی نسبت

نہیں کہہ سکتے کہ یہ "انسانی" ہے وہ "الٰہی" ہے۔"

لہٰذا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے موجودہ مذہب میں "انسانوں کے مقفا" کلام کو الہام سمجھا جاتا ہے۔ اور عیسائیوں کے پاس نہ تو بائیبل کے متضاد بیانات کا کوئی جواب ہے اور نہ ہی بائیبل کے الہامی ہونے کی کوئی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بے بس اور جواب سے عاجز ہو کر کتاب کی ضرورت ہی کا انکار کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ پادری کیتن ڈبلیو۔ ایچ ٹی گیرڈنے مکالمہ کی صورت میں لکھی ہوئی اپنی تصنیف الہام میں "یوحنا" کا روپ دھار کر صفحہ ۶۸ پر یوں لکھا ہے:۔

"ہمارے مسلمان احباب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں ہمارے لئے مسیح کے بعد کسی مکاشفہ یا کتاب یا نبی کو قبول کرنا ناممکن ہے۔ کلام مجسم ہوا تو پھر ہمیں کلمات کی ضرورت نہ رہی۔"[۳]

اِس مقام پر عیسائیوں کو حسب ذیل سوالوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا اور کا جواب دینا چاہیئے:۔

۱۔ پھر مکاشفہ یوحنا کو مسیح کے بعد کیوں قبول کیا؟

۲۔ عیسائیوں کے مذہب میں "کلام مجسم" عیسیٰ کو کہتے ہیں۔

۳۔ پھر بائیبل کو قبول کرنے کی کیا ضرورت رہ گئی؟

سوال نمبر ۱ جب مسیح کے بعد کسی مکاشفہ یا کتاب کو قبول کرنا ناممکن ہو گیا تو بائیبل کو قبول کرتے، اُسے شائع کرتے، اس کی تعلیم کے اسکول قائم کرتے اور پڑھنے پڑھانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اسے الہامی کہنے سے کیا فائدہ؟

سوال نمبر ۲ جب کتاب اور کلمات کی ضرورت ہی کا انکار کر دیا گیا تو عیسیٰ کو "کلامِ مجسم" کس سند کے ساتھ کہا جائے گا؟

سوال نمبر ۳ پھر یسوع مسیح کو "مصلوب" کیسے ثابت کیا جائے گا؟

سوال نمبر ۴ پھر اسمٰعیل کی بجائے اسحاق کی قربانی کا دعوےٰ کس سند سے کیا جائے گا؟

سوال نمبر ۵ کتاب اور کلمات کی ضرورت سے انکار کرنے کے بعد عیسائی لوگ یسوع مسیح کو (معاذاللہ) خدا یا خدا کا بیٹا کہاں سے ثابت کریں گے؟ کیونکہ ان مسیحی عقائد کی بنیاد بائیبل ہی تو ہے۔ اور جب کہ عیسائی لوگ بائیبل کو الہامی کتاب ثابت کرنے سے نہ صرف عاجز ہیں بلکہ پادری کیننن ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گیرڈ اور ڈاکٹر جے پیٹرسن سمائتھ بائیبل کے تضاد سے گھبرا کر ضرورتِ بائیبل ہی کے منکر ہو گئے تو عیسائی مذہب کو بالکل بے ثبوت اور بے بنیاد کیوں نہ سمجھا جائے؟

اختلاف نمبر ۹۶ بائیبل کی مسیحی تعلیم میں قولی و فعلی تضاد۔

ایک طرف تو بائیبل یہ کہتی ہے کہ یسوع مسیح نے حکم دیا کہ "اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر" جیسا کہ انجیل مرقس باب ۱۰ فقرہ ۱۹، انجیل لوقا باب ۱۸ فقرہ ۲۰ اور انجیل متی باب ۱۹ فقرہ ۱۸ و ۱۹ میں لکھا ہے لیکن اس کے برعکس انجیل مرقس باب ۳ فقرہ ۳۱ تا ۳۵ کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت مریمؑ نے یسوع مسیح کو بلوا بھیجا لیکن یسوع مسیح نے اپنی ماں کا بالکل لحاظ نہ کیا اور عزت کرنے کی بجائے اُن کو اپنی ماں تسلیم کرنے ہی سے انکار کر دیا (نعوذ باللہ من ذالک)

بائیبل کے اختلاف پیش کرنے کے بعد عیسائی پادریوں، مشنریوں اور دیگر عیسائیوں سے درخواست ہے کہ بائیبل کے ان متضاد بیانات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ کیا تضاد ہی کو الہام کہتے ہیں؟ کیا متضاد بیانات سے پُر بائیبل کو الہامی کتاب کہنا درست ہے؟ کیا ایسی کتاب کو بنیاد قرار دے کر عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا درست ہے معاذ اللہ

سلام ہو اُس پر جو راہ ہدایت پر چلے۔ یقیناً اسلام سچا دین ہے۔

دو بائیبلیں سوسائٹی آف سینٹ پال روما نے ۱۹۵۸ میں جو بائیبل شائع کی ہے اس کے عہد عتیق میں تو چھ کتابیں۔ "طوبیا" ۱ "یہودیت" ۲ "حکمت" ۳ "یسوع ابن سیراخ" ۴ "امکابین" ۵ "امکابین" ۶ موجود ہیں لیکن بائیبل اُردو (مطابق پروٹسٹن) مطبوعہ برطانیہ ڈیلنگ اینڈ سنز

لمیٹڈ گلڈ فورڈ لنڈن ۱۷۳۳ H میں وہ چھ کتابیں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں یعنی عیسائیوں کی بائیبل ایک نہیں بلکہ دو الگ الگ بائیبلیں ہیں۔

ایک رومن کیتھلک کی دوسری پروٹیسٹنٹس کی

الحمدللہ کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ایک ہی قرآن ہے کسی فرقے کے پاس کم یا زیادہ نہیں۔

مبلغ اسلام محمد امین سابق مہنگا پادری دگوی)

اسلامی مشن لاہور